

سورج مغرب میں چمکنے لگا تھا۔۔۔ عمران نے جنس کی گردن چھوڑ دی اور جوزف کو رکے کا اشارہ کیا۔۔۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی نے خیال نہ دیتے ہوئے قدم روک دیے ہوں۔۔۔ وہ کسی پیر کی چوٹی پر کھڑے ہوئے تھے اور ہزاروں فٹ کی گہرائی میں بے واں اور بے حد نظر تک پہنچی ہوئی تھی۔ اتنی اونچائی سے اندازہ لگا دینا دشوار تھا کہ وہ محض گھاس کے میدان میں یا کھنے جنگل، جدھر سے کیبل کار انہیں اس چوٹی تک لائی تھی۔ اُدھر سے نیچے آنے کا وہ فیصلہ نہیں کیا تھا کیونکہ وہ ڈھائی سو فٹ تک چٹانیں سیدھی کھڑی ہوئی تھیں۔ اس کے کھنکھائی والے حلال کی تھی جس پر قدم ہٹائے جاسکتے۔ جوزف نے دوسری طرف آنسو کا راستہ تجویز کیا تھا۔ شاید وہی راستہ اس سے پہلے بھی کچھ لوگ استعمال کر چکے تھے۔ ایسے ہی آثار ملے تھے۔

"کیا بات ہے پاس ڈرک کیوں گئے؟" جوزف نے سوال کیا۔

"نیچے پہنچنے پہنچتے اندر جہاں کیبل جاتے گا۔"

"ہاں یہ بات تو ہے۔"

"تو پھر کیوں نہ یہیں کوئی ایسی جگہ تلاش کریں جہاں راست گنڈا دی جاسکے۔ یہ کام تو میرا۔۔۔ یہ نیچے گھاس کے میدان میں ان کیلے جنگل۔"

"کچھ جنگل ہاں۔۔۔ لیکن میں یہ نہیں بتا سکوں گا کہ ہم کہاں ہیں۔"

"میں تو پھر۔۔۔ یہیں کیا نہ ہے۔"

"اور کیا۔۔۔ ابھوک لگے گی تو پھر چائیں گے۔۔۔ جنس سر ہلا کر بولا۔

سے لگ رہی ہے۔"

"کچیل پارتو میرے کپڑے بھی اٹار لئے گئے تھے۔" عمران نے کہا۔

"آپ سلعہ سندھ سے زیادہ اونچائی پر نہ رہے ہوں گے۔"

"بے حد کھانا کھل تھا۔۔۔ اور شدید گرمی۔"

"نہت۔۔۔ تو آپ بالکل برباد تھے۔"

"میں کمر کے گرد خشک گھاس کی جھار لیٹ دی گئی تھی اس بار دیکھو کیا گذرے۔"

"ایک بات سمجھ میں نہیں آئی یور نیچنی۔"

"بہتری سمجھ میں نہ آئیں گی۔ لہذا فی الحال صرف ایک بات ذہن نشین کرنے کی کوشش کرو کہ ہمیں ہر حال میں یہاں سے واپس جانا ہے۔"

جوزف نے بڑی کرجاک آواز کے ساتھ بھائی کی اور آنکھوں سے بہنے والا پانی خشک کر کے جنس سے بولا۔۔۔ "پاس کو کچھ دیر آرام کرنے دو۔۔۔ ہم دونوں کچھ تلاش کریں۔"

"کچھ تلاش کرو گے۔" جنس اُسے گھورتا ہوا بولا۔

"ہاں ہاں۔۔۔ اور نہیں تو کیا بھوکے مریں گے۔"

"مطلب یہ کہ کھانے کو کچھ تلاش کرو گے۔ لیکن یہاں کیا ملے گا۔"

"یاد کو ضرور ہو گا یہاں کیونکہ ٹیڈا کثیرت و کھائی دے رہا ہے۔"

"تو پھر ٹیڈا کا ہی کھالو۔۔۔ یاد کو تلاش کرنے کی کیا ضرورت ہے۔"

"ٹیڈا کا ہر راز ہوتا ہے۔" جوزف نے کہا۔

"یہ کیا بھوکا شروع کر دی تم دونوں نے۔۔۔" عمران انہیں گھورتا ہوا بولا۔

"پیٹ بھرنے کی بات ہو رہی ہے پاس۔۔۔ تم آرام کرو۔۔۔ ہم دونوں ذرا کھانے کے لئے کچھ تلاش کر لیں۔۔۔ اور شاید میرا بھی کام بن جائے۔" جوزف نے کہا۔

"دفع ہو جائے۔" عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔ "رات گزارنے کے لئے بھی کوئی جگہ تلاش کرو۔"

دو دونوں عمران کو وہیں چھوڑ کر ڈھلان میں اترنے لگے۔ کھانے والے جھاروں سے بچ کر

ہلانا پڑ رہا تھا۔ اور یہ جھانپیاں کھرنیوں کے سے پہلے پہلے پھلوں سے پتی پڑی تھیں۔

"تکی ٹیڈا ہے۔" جوزف نے انہی پھلوں کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"اور یہ زہریلا ہوتا ہے۔" جنسن نے پوچھا۔

"کھا کر آدمی مر تا تو نہیں ہے لیکن معدہ طلق میں آجاتا ہے اتنی اٹلیاں ہوتی ہیں۔"

"خیر... خیر تو وہ بلا کو صاحب کہاں پائے جائیں گے..."

"یہیں کہیں اس کی بلیں ضرور ہوں گی۔ کچے ٹماڑوں سے مشابہہ ہوتا ہے۔ لیکن وہ

وا... ذائقہ مصری کا اور خوشبو اناس کی..."

"بہت میٹھا ہوتا ہے..." جنسن نے پوچھا۔

"لیکن اس مٹاس سے جی نہیں بھرتا مسٹر اکھاڑے تو پتا چلے گا۔"

دونوں اعلان میں اترتے رہے۔ دفعتاً ایک جگہ جوزف رک گیا اور گھٹنوں کے تل بیٹھ کر

کسی قسم کی روئیدگی کو بغور دیکھنے لگا۔ پھر یک یک زور سے نفس پڑا۔ ایسی ہی نفی تھی کہ دل کی

گہرائیوں سے طلوع ہونے والی لگی تھی۔ جنسن آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اُسے دیکھنے لگا۔

پھر جوزف سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اُس کی دھندلائی ہوئی آنکھوں میں عجیب سی چمک نمودار آئی

تھی۔ اُس نے جنسن کے کانڈھے پر ہاتھ رکھ کر بڑے پیار سے کہا۔ "اب میں ساری زندگی اس

جنگل میں گزار سکتا ہوں۔"

"یک بیک تم پر کوئی بدروح تو مسلط نہیں ہو گئی ہے۔" جنسن ایک قدم پیچھے ہٹ کر بولا۔

"نہیں پیارے... مجھے وہ مل گئی ہے..."

"کہاں ہے..." جنسن بوکھلا کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔

"یہ رہی..." جوزف نے اس نفی نفی گھاس کی طرف اشارہ کر کے کہا جسے گھٹنوں کے

تل بیٹھا دیکھتا رہا تھا۔ یہ گھاس ہلاکت میں دوب سے مشابہہ تھی لیکن رنگت عجیب سی تھی۔ ڈانڈا

کی اوپری سٹم فالسی تھی اور چلی سٹم گہری سبز... اور وہ بہت تھوڑی سی جگہ میں آئی ہوئی تھی۔

"یہ ہے کیا بلا..." جنسن نے پوچھا۔

"بھانہ کہو میرے دوست... یہ ہارک اندام حسینہ سر مستی کے دیوتا کی موچہ کھا لی

ہے۔"

"یا کو کہاں ہے؟" جنسن نے عقیلے لہجے میں پوچھا۔

جوزف نے آنکھوں پر تھیلی کا سا ٹھکانا بنا کر دور دور تک نظر دوڑائی اور باجی

والہ۔ "اُس کیلئے شاید اور نیچے جانا پڑے گا۔"

پھر وہ دوبارہ گھٹنوں کے تل وہیں بیٹھ گیا اور بڑے احتیاط سے اُس گھاس کو ایک ایک کر کے

اٹلی سے اکھاڑنے لگا۔

جنسن نے بھا کر عمران کی طرف دوڑ لگا دی... واقعی دوڑا تھا چھائی پر... اور عمران کے

لب پہنچ کر گر پڑا تھا۔

"بائیں... اُسے... کیا ہوا..." عمران اُٹھل پڑا۔

"پپ... پاگل ہو گیا... ہے... سالہ..." جنسن ہانپتا ہوا بولا۔

"کون... جوزف..."

"جج... جی ہاں... اٹا کو ڈھونڈنے کی بجائے... گھاس اکھاڑ رہا ہے۔" کہتا ہے کہ یہ

ہارک اندام حسینہ سر مستی کے دیوتا کی موچہ کھا رہی ہے۔"

"آہا... تو عثمانی مل گئی بد بخت کو... کیا نیلے رنگ کی نفی نفی گھاس ہے۔"

"نیل تو نہیں ملتا تھا جتنی راحت ہے..."

"وہی وہی..." عمران سر ہلا کر بولا۔ "شراب کی طرح خون کی روانی تیز کرتی ہے اور نشہ

دل ہے..."

"نہیں..." جنسن جلدی سے اٹھ بیٹھا۔

"ہاں... اب آسے یا کو یاد نہیں رہے گا..." کہتا ہوا اٹھا اور اعلان میں اُترنے لگا۔

جوزف بڑے انتہاک سے گھاس اکھاڑنے میں مشغول تھا۔ شاید ایک آدھ پچھلی بھی لگا لی

میں مسلسل جگالی کے جا رہا تھا۔

عمران نے عقب سے اُس کا گریبان پکڑا اور اٹھاتا چلا گیا۔

"بب... باس... خدا کیلئے... اگر ایک جی بھی ضائع ہو گئی تو..."

"شٹ آپ... بلا کو کہاں ہے۔"

"ابھی... ابھی... بتاتا ہوں باس... یہ تھوڑی سی رو گئی ہے دیکھو گری جا رہی ہے۔"

"بلا کو..."

میں نے اسے پہچان بتا دی ہے۔" جوزف نے جنسن کی طرف دیکھ کر کہا۔ "چتا

نہیں یہاں سے کب بھاگنا پڑ جائے۔ یہ ذرا سی مل گئی ہے۔۔۔ اٹھا لیتے دو پاس۔"

"اٹھاؤ۔۔۔!" عمران اسے دھکا دے کر بولا۔

پھر وہ جنمسن کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔

اعمالان میں اترتے ہوئے جنمسن اطراف و جوانب میں نظر و ڈالتا رہا تھا۔ اچانک وہ دیکھا گیا۔۔۔ بائیں جانب ہاتھ اٹھا کر بولا "وہ ڈھیر دیکھئے۔۔۔ کسی قسم کی تیل ہی معلوم ہوتی ہے۔۔۔" کی بجائے ایک ہی جگہ اٹکھا ہو گئی ہے۔"

"ہاں ہے تو۔۔۔!"

"ہو سکتا ہے وہی تیل ہو جس میں بنا کو لگتے ہیں۔۔۔ کچے لٹاروں سے مشابہہ ہوتے ہیں۔۔۔ وہ دونوں اسی طرف بڑھے اپائیں جانب گھوم کر پھر چڑھائی پر جانا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ان کے اُس ڈھیر کو اچلتے پھلتے نظر آئے جوزف کے بیان کردہ پھل وافر مقدار میں ہاتھ لگے تھے۔" پہلا پھل کون کھائے گا پور جنمسن!۔۔۔ جنمسن نے عمران سے پوچھا۔

"ظاہر ہے کہ تم ہی۔۔۔!" عمران نے روانہ میں جواب دیا۔ کیونکہ وہ تو اسی اہل جہاز جھکاڑ پر جھکا ہوا شاخہ کچھ سو گھنٹے کی کوشش کر رہا تھا۔ پھر یکے بیک نہی طرح کھائے۔ جنمسن اچھل کر پیچھے ہٹ گیا۔۔۔ بیلوں کے درمیان پھوٹے والادھواں اُسے بھی نظر آگیا۔

"یہ۔۔۔ یہ کیا۔۔۔ مصیبت ہے۔!" وہ بکھلایا۔

"کسی باورچی خانے کا دھواں معلوم ہوتا ہے۔ اُس سے پہلے میں نے فراہی کے پاس۔۔۔ گوشت کی بو محسوس کی تھی۔۔۔!" عمران نے جواب دیا اور وحیاء انداز میں بیلوں کے اُس کو اٹھا پھینکنے کی کوشش کرنے لگا۔

جنمسن بالکل ایسے ہی انداز میں اُسے دیکھے جا رہا تھا جیسے اُس کی دانست میں اُس کا کھانا ڈھیا ہو گیا ہو۔۔۔!

پھر وہ اچھل کر جوزف کی طرف بھاگا۔ بنا کو دس کا ڈھیر بھی وہیں چھوڑ گیا تھا۔

جوزف نے اُسے اس حال میں دیکھا تو بوکھلا آیا اتنی دیر میں اُس نے وہاں کی ساری باتیں سن لی تھیں اور اُس کی بیسیں پھولی ہوئی تھیں۔

"نیا ہوا۔۔۔!"

"تمہارے پاس کی ذہنی حالت ٹھیک نہیں ہے۔!" جنمسن اپنے ہاتھ بولا۔

"بتاؤ کیا ہوا۔۔۔ جلدی کرو۔۔۔!"

"بنا کو کی بیلیں اٹھا پھینکیں کہتے ہیں کہ اُن سے فراہی کے جانے والے گوشت کی خوشبو آتا ہے۔ میں نے جہازوں سے دھواں نکلتے بھی دیکھا تھا۔"

"تو جنمسن کیا کہوں کر رہے ہو، چلو میرے ساتھ۔!"

وہ اُسے وہیں لے آیا جہاں عمران کو چھوڑ گیا تھا۔

ساری بیلیں اپنی جگہ سے اٹھ بیٹھیں جنمسن اور عمران قریب ہی بیٹھا بنا کو کھارہا تھا۔۔۔ لیکن اُن نے اس سوراخ پر جم گئیں جس سے دھواں نکل کر فضا میں منتشر ہو رہا تھا۔۔۔ یہ سوراخ ان کے اُسی ڈھیر کے نیچے سے آتا ہوا تھا۔ جس کا قطر چھ سات انچ سے کم نہ رہا ہو گا۔۔۔!

"واقعی۔۔۔ بہت لذیذ ہیں۔!" عمران منہ چلاتا ہوا بولا۔

"لہلہ لیکن یہ کیا ہے پاس۔!" جوزف نے سوراخ کی طرف ہاتھ اٹھا کر پوچھا۔

"کسی باورچی خانے کی چٹنی۔۔۔ دھمکیں میں گوشت کی خوشبو بھی شامل ہے۔ ذرا قریب سو گھومو۔۔۔!"

جنمسن پہلے ہی اُس سوراخ پر جھکا پڑا تھا اور حیرت سے اُسے دیکھے جا رہا تھا۔۔۔ اتنا مکمل دائرہ میں نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔ یقیناً اُسے کسی انسانی ہاتھ ہی نے تراشا ہو گا۔۔۔ جنمسن نے اپنے اس ہاتھ کا اٹھا بھی کر دیا۔۔۔!

"تم ٹھیک کہتے ہو۔۔۔!" عمران سر جھکا کر بولا۔

"اُس کا یہ مطلب ہو پاس کہ اس پہلا کے اندر کوئی ایسی جگہ موجود ہے جہاں گوشت پکایا جاتا ہے۔"

"اب اُس جگہ کی تلاش میں سر کھپاؤ۔!" عمران سر جھٹک کر بولا۔ "میں تو پتہ بھر کر بیٹھیں ہوں۔۔۔!"

"تو پھر میں جاؤں تلاش میں۔۔۔!" جوزف نے کہا۔

وہ تو وہ جھٹلنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ وہ خود ہی ہماری تلاش میں غلطی گئے۔!" عمران نے بے غمگری سے بیٹھے رہے۔ مار ڈالنا ہوتا تو وہیں مار ڈالتے جنمسن یہاں تک لانے کی کیا

ضرورت تھی۔

"یہ تو ٹھیک ہے۔" جنسن نے کہا اور خود بھی بیٹھ کر بلا کو کھانے لگا۔
جوزف بھی بلا خر کر رہا تھا اور جنسن نے کہا۔ "اگر یہ بلا کو نہ ملے تو کیا ہوتا۔"
"کچھ نہ کچھ تو ملتا ہی۔" جوزف بولا۔ "یہ شہر نہیں جنگل ہے۔ سب کا پیٹ پالا ہے۔"
"واقعی بہت لذیذ پھل ہے اکیلا یہ سرخ بھی ہو جاتے ہیں۔" جنسن نے پوچھا۔
"نہیں... کچے سفید ہوتے ہیں پکے پر سبز ہو جاتے ہیں۔"۔

"اب ہم یہاں بلا کو پر ریسرچ کرنے نہیں آئے۔۔۔" عمران غریبا۔
"ہم آئے کب ہیں پاس الائنے گئے ہیں۔"۔

"اچھا اب اگر الائنے گئے ہیں تو بلا کو پر ریسرچ کریں گے۔"۔
"جو چاہو کرو۔ جنگل تمہارا ہے۔۔۔ اس پر کسی کا دعویٰ نہیں۔"۔
"کیوں بلو اس کر رہا ہے۔۔۔ دعویٰ نہ ہوتا تو ہم اپنے گھروں پر ہی خوش نہ ہوتے۔"
"مطلب یہ کہ۔۔۔"

"شٹ آپ۔۔۔"

جوزف نے جنسن کی طرف دیکھا اور وہ صرف بائیں آنکھ دبا کر رہ گیا۔

عمران کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا تھا۔ اچانک شمال مشرق سے بادلوں کا ایک ریلہ آگیا
گہری دھند میں ڈوب گئے۔ جنسن کے تو دانت بچنے لگے تھے۔ سروی میں یکانت اٹھ اٹھا
تھا۔۔۔ اور پھر ذرا سی دیر میں ایسی دھواں دار بارش شروع ہوئی تھی کہ انہیں گھنٹوں میں
لیٹا پڑا تھا۔

"ٹھک۔۔۔ کیسی مصیبتیں نازل ہو رہی ہیں۔" جنسن کپکپاتی ہوئی آواز میں
فارت کرے اس تقریباً کی بچی کو۔

"اے اے کچھ نہ کہو۔۔۔" عمران بولا۔

"پھر کسے کہوں۔۔۔"

"مجھے کہو ایسا بیٹھ رہنے کی بجائے سر پھپھانے کی کوئی جگہ تلاش کرنی چاہیے تھی۔"
بارش جس تیزی سے آئی تھی۔ اتنی ہی جلدی رک بھی گئی۔۔۔ پھپھانے پھپھانے

دھند اُن سے دور ہوتی جا رہی تھی۔

اچانک جوزف اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ پوچھا ہو کر چاروں طرف نظریں دوڑانے لگا ساتھ ہی اس
کے ہاتھ بھی رورہ کر اس طرح سکڑ رہے تھے جیسے کچھ سوکھنے کی کوشش کر رہا ہو۔
پھر وہ تیزی سے عمران کے قریب پہنچ کر بولا۔ "آس پاس کوئی گور بلا بھی موجود ہے
اس۔۔۔"

"کیسے معلوم ہوا۔۔۔؟"

"تم نہیں سمجھ سکو گے اچھپکنے کے بعد اس کے جسم سے ایک خاص قسم کی بو منتشر ہوتی
ہے۔" جوزف نے پُر تشویش لہجے میں کہا۔ "اور ہم بالکل نیچے ہیں۔۔۔"

"ہاں ہیں تو۔۔۔ پھر۔۔۔" عمران اُسے گھورتا ہوا بولا۔
"بات گوریٹے کی ہو رہی ہے پور مجبھی۔" جنسن نے دانت کلکنا کر کہا۔
"میں سن رہا ہوں۔۔۔"

"اور اتنے اطمینان سے بیٹھے ہوئے ہیں۔"

"تو کیا اٹھ کر گوریٹے ہی کے سے انداز میں چہل قدمی شروع کر دوں۔"

"خدا جانے آپ کو کیا ہو گیا ہے۔" جنسن قریب بڑبڑا کر رہ گیا۔ ساتھ ہی اس کی نظریں
اُسے بڑے پتھر کی تلاش میں سرگرداں تھیں جسے گوریٹے کے خلاف حربے کے طور پر
استعمال کیا جاسکتا۔

"اوجھڑو کیجئے۔" دفعتاً عمران نے جوزف کو مخاطب کیا۔ "کیا وہ بلا کو کھاتا ہے۔"

"گور بلا۔۔۔ ہاں ہاں بہت شوق سے کھاتا ہے۔" جوزف نے جواب دیا۔

"اگر آس پاس کسی گوریٹے کا وجود ہوتا تو یہ بلا کو اس سے بچے ہوتے۔۔۔"

"ہاں۔۔۔ یہ تو ناممکن ہوتا۔۔۔"

"پس ثابت ہوا کہ اگر کوئی گور بلا اس پاس موجود بھی ہے۔ تو وہ یہاں کا مستقل باشندہ نہیں
ہوتا۔۔۔"

"آپ کہنا کیا چاہتے ہیں۔" جنسن ہنسا کر بولا۔

"گور بلا اپنی قیام گاہ کے آس پاس بے حد خطرناک ثابت ہوتا ہے۔ لیکن اگر سڑ میں ہے تو

آسانی سے مار کھا جاتا ہے۔"

"تم یہ بھی جانتے ہو پاس..." جوزف نے حیرت سے کہا۔

"لیکن اگر وہ کئی عدد ہوئے تو..." جنسن بولا۔

"کئی عدد ہوتے تو ان کی آواز ضرور سنائی دیتی۔ تنہا گویا کوئی خطرہ محسوس کے بغیر آواز

نہیں نکالتا..."

"اگر میں گوریلوں کے بارے میں اتنا جانتا ہوتا تو شادی کر کے گھر بیٹھ رہتا..." جنسن

لفظی سانس لے کر بولا۔

"کیا بات ہوئی..." جوزف نے آئے گھر جاتے ہوئے کہا۔

"مصل خفا ہو کر رہ گئی ہے..." جنسن نے اساتذہ بنا کر بولا۔

"تو بھی تھوڑے سے یا کو کھالے پتہ نہیں کب گویا آجائے..." عمران نے جوزف سے کہا۔

"میں کچھ اور سوچ رہا ہوں پاس..."

"کہہ ڈال جلدی سے تاکہ..." عمران بھلا پورا نہ کر سکا کیونکہ ایک طویل

گوریلو نے براہ راست اسی پر چھلانگ لگائی تھی اور دونوں آپس میں گھٹے ہوئے شیبہ

نڑھکنے لگے تھے... پھر ایک بڑے سلاخوں نے ان کی راہ روک لی۔

"ہ ممکن... قطعی ممکن..." جوزف مضطرب انداز میں کہتا ہوا آگے بڑھا۔

"کیا نام ممکن ہے..." جنسن اس کے پیچھے لپکا۔

"کوئی گویا ایسی چھلانگ نہیں لگا سکتا! یہ کوئی آدمی ہے گوریلو کی کھال میں..."

اوجھر وہ دونوں ایک دوسرے کو گڑبڑانے کے لئے زور دے رہے تھے۔

جوزف اور جنسن بھی ان کے قریب پہنچ گئے۔ جوزف نے پیچھے سے گوریلو کی

دوبجلی اور جنسن اس کی ایک ٹانگ پکڑ کر موزن لگا۔ پھر اس کی گرفت عمران پر ڈھیلی

وہ تو اس کی گرفت سے اٹھ گیا۔ لیکن جوزف اور جنسن بدستور اس پر طبع آزمائی

رہے۔ ایک نے گردن دوبجلی رکھی تھی اور دوسرا ٹانگ مروڑ رہا تھا۔ گویا نچلے دھڑکے

میں کھاتا چلا جا رہا تھا۔ بدھ ٹانگ مروڑی جا رہی تھی... دفعتاً عمران زور سے

بدبختی... کیا پچھواری والو گے... چلو چھوڑو... ہلو... غلط چھی ہوئی تھی پکا

جوزف اور جنسن نے اسے حیرت سے دیکھا اور گوریلو کو چھوڑ کر ہٹ گئے۔

"ابہ ابہ جوزف کے بچے... کبھی خواب میں بھی اتنا لمبا گویا دیکھا تھا..." عمران آتے

گورنر دیکھا کر بولا۔

"نہیں پاس..." جوزف ہانپتا ہوا بولا۔ "کبھی بزرگوں سے بھی نہیں سنا..."

گویا ابے جس و حرکت چپٹ پڑا ہوا تھا..."

"بھوکا معلوم ہوتا ہے..." جنسن بولا۔

"پچاسک... اب اٹھ بیٹھو..." عمران نے کہا۔ "اب تم شیخ کے خیمے میں ہو..."

"میں واقعی بہت بھوکا ہوں..." گوریلو نے کراہتے ہوئے کہا اور اٹھ بیٹھا۔

"یا کو کھانا پچا کو..." عمران نے کہا۔

جنسن دوڑ کر یا کو اٹھا لیا۔ سنگ انہیں غور سے دیکھتا رہا... پھر بولا۔ "کچے لٹاروں سے

مالی پٹ میں آگ لگ جائے گی..."

"تم کھا کر دیکھو..." یہ لٹار نہیں ہیں! عمران نے کہا اور خود بھی ایک اٹھا کر کھانے لگا۔

سنگ نے یا کو کھائے تھے اور تھوڑی سی دیر میں چپکنے لگا تھا!

"آخر میں مانس بننے کی کیوں سوچیں پچا..." عمران نے پوچھا۔

"ایک طوطے نے زندگی بھر کبھی کبھی بھینچے..."

"طوطے نے..."

"ہاں... وہ کئی زبانیں بول سکتا ہے! ہر وقت سر پر منڈلاتا اور مجھے گالیاں دیتا رہتا تھا..."

رات ہی کو اس سے پتلا ملتی تھی..."

جنسن اور جوزف زور سے ہنس پڑے...

"یقین کرو... میں تمہیں دکھا دوں گا..."

"قدرت کے کھیل ہیں..." عمران سر ہلا کر بولا۔ "جس نے سازی دنیا کو انکلیوں پر بنایا

وہ ایک طوطے سے بھاگ بھاگ پھر رہا ہے! آخر وہ کس یونورسٹی کا گریجویٹ ہے..."

سنگ کچھ دیر خاموش بیٹھا رہا پھر بولا۔ "بیشکل تمام جنگل سے نکل کر اوجھ بیچ رہا ہوں..."

"اس کالی عورت کا کیا ہوا تھا جس کے لئے تم مجھ سے لاگے تھے..." عمران نے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا کہ وہ کون تھی اور کہاں گئی۔ ہوش میں آنے کے بعد میں نے خود کو اس جگہ میں نہیں پایا تھا۔"

"اور اس کے بعد سے گوریلے کی کھال اوڑھ لی۔" عمران مسکرا کر بولا۔ "بات مطلق نہیں آرتی چچا کہ تم نے محض کسی طوطے کی وجہ سے یہ کشت اٹھایا ہو۔ کوئی اور معشوق ہے اس پراد رنگاری میں۔"

"کسے جاؤ گاؤں۔"

"اب اُتار دو یہ کھال۔ اب کوئی طوطا تمہاری طرف نیزہ ہی آنکھ سے بھی نہیں دیکھ سکتا۔ تمہارا چمچرا ہوا بھتیجا بھر تم سے آن مٹا ہے۔"

"پہلے تو تم تھا تھے۔ یہ دونوں کہاں رو گئے تھے۔" سنگ نے موضوع بدلنے کی کوشش کی۔ "اکٹھ اور پچیس گئے تھے۔۔۔۔۔ بہر حال میں نے بھی ہوش میں آنے کے بعد خود کو ان درمیان پایا تھا۔۔۔۔۔ اور بس اب بھٹکتے پھر رہے ہیں۔"

"وہ کتنا ہمیں احساس بے بسی میں مبتلا کرنا چاہتی ہے۔"

"خدا جانے میری تو محفل پکڑا کر رہ گئی ہے۔"

"کیا تم یہاں آج ہی پہنچے ہو۔۔۔۔۔" سنگ نے پوچھا۔

"ہاں کچھ دیر پہلے۔۔۔۔۔ اور تمہارے خطرے تھے۔۔۔۔۔"

"کہاں کی ہانک رہے ہو۔"

"اگر تمہاری کھال بارش میں نہ بھٹکتی تو انتظار کرنے کا سوال ہی نہ پیدا ہوتا۔ ہارلی تم ہوتے ہی جوزف نے آس پاس کسی گوریلے کی موجودگی کا اعلان کر دیا تھا۔"

"جیسے ساتھی جنہیں میسر ہیں سمجھتے۔ اگر میرے ساتھ ہوتے تو میں قین دن میں تمہارا تحیہ الٹ دیتا۔"

"تم شوق سے ہمیں اپنا ساتھی تصور کر سکتے ہو۔"

"یہ خوف بنانے کی کوشش مت کرو۔۔۔۔۔"

"تم نے مجھ پر حملہ کیوں کیا تھا چچا۔"

"پہچان کر نہیں کیا تھا۔ ورنہ پہلے بے مثل تمہاری گردن توڑ دیتا سمجھتے۔"

"اب کوشش کرو۔۔۔۔۔"

"اب ہوشیار ہو گئے ہو۔"

"شتم بھی کرو ان پرانے جھگڑوں کو۔۔۔۔۔ یہ تناؤ سر چھپانے کے لئے بھی کوئی ٹھکانہ ہے تمہارے پاس یا نہیں۔"

"جے کیوں نہیں۔۔۔۔۔ لیکن میں جنہیں وہاں ہر گز نہیں لے جاؤں گا۔"

"تمہارا بھتیجا چڑیا اٹھائی کیرہ نہیں ہے۔"

"اول درجے کا حراسی ہے سالار۔"

"طوطے کا قصہ مجھ پر کیوں اتار رہے ہو۔"

"میں جاہلوں۔۔۔۔۔" سنگ اٹھتا ہوا بولا۔

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔۔۔۔۔"

"کیا مطلب۔"

"مطلب تم اچھی طرح سمجھتے ہو۔"

"تم مجھے دھمکی دے رہے ہو۔"

"دھمکی دینا تو مجھے آتا ہی نہیں چچا۔۔۔۔۔ یہ اور استہانتہ مجھ پر کرتا ہوں۔ دھمکی کمزوری کی علامت ہے۔ ایک حیلہ ہے کہ شاید اسی طرح کام چل جائے اور پٹ جانے کا خطرہ مول نہ لیتا ہے۔"

"تم آخر چاہتے کیا ہو۔۔۔۔۔؟"

"بوڑھے ہو چلے ہو۔۔۔۔۔ سمجھتے کو خدمت کا موقع دو۔۔۔۔۔"

"میں جنہیں اپنی پناہ گاہ میں ہر گز نہیں لے جاؤں گا۔"

"جس سمجھنا۔۔۔۔۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "شاید ایک آدھ چچی ہاتھ لگ گئی ہے لیکن تم مجھے ملنا کہتے ہو۔ وہ عورت پہلے سے میرے ساتھ تھی جس کی وجہ سے ہمارا جھگڑا ہوا تھا۔ ورنہ مجھے اس سے کیا سروکار ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔"

"سنگ خاموش رہا۔۔۔۔۔ شاید کچھ سوچ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد بولا۔ "شراب نہ پلنے کی وجہ سے ٹانگوں میں کچھ چڑخا ہو گیا ہوں۔"

"ابے چچا کو بھی تھوڑی سی گھاس کھاوے۔" عمران نے جوزف سے کہا۔

"تھوڑی سی تو ہے پاس۔ پھر میں کیا کروں گا۔"

"کیسی گھاس۔۔۔" سنگ نے پوچھا۔

"شراب ہی کا سانف طاری کرتی ہے۔۔۔ جوزف کے بیان کے مطابق۔"

"کہاں ہے۔۔۔ مجھے بھی دکھاؤ۔۔۔" سنگ لہک کر بولا۔

جوزف نے تھوڑی سی چٹیاں اس کے پھیلے ہوئے ہاتھ پر رکھ دیں۔ سنگ انہیں بخور دیکھا۔

رہا۔ پھر جوزف سے بولا۔ "اب کھا کر بھی دکھاؤ۔"

جوزف نے جب میں ہاتھ ڈال کر مٹھی بھری اور جھاڑو سمٹ کھول کر پھینکی دکایا۔ اور دکال

کر کر کے شہابی کا عرق چوستا رہا۔ سنگ نے بھی تجربہ کیا اور عمران سے بولا۔ "واقعی دماغ کرم

ہو گیا ہے۔۔۔ یہ تمہارا آدمی بہت کام کا معلوم ہوتا ہے۔"

"وہ چل بھی اسی کی دریافت ہے۔۔۔" عمران بولا۔

"جیسے میں اسی آدمی کی خاطر تمہیں بھی برداشت کر لوں گا۔" سنگ نے کہا اور جوزف سے

بولا۔ "میرے لھکانے کے قریب یہ گھاس بکثرت دکھائی دیتی ہے۔"

"مارا گیا۔۔۔" عمران کر اوکر بولا۔ "اب تم وہ نوں ون رات چتے رہا کرو گے۔"

"ذرا اور دیر۔۔۔" سنگ نے پھر جوزف کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"اگر واقعی تمہارے لھکانے کے قریب ایسی گھاس موجود ہے تو تھوڑی سی اور دے دوں

گا۔" جوزف بولا۔

"یہ چل کہاں ملتے ہیں۔۔۔ اور کیا کہلاتے ہیں۔"

"جنگل میں یا کو کہلاتے ہیں۔۔۔ جنگل کے باہر ان کا کوئی نام نہیں۔ کیونکہ یہاں سے اگلی

سی نہیں پاتے۔۔۔ یہاں بہت ہو گا۔"

"تو پھر چلیں۔۔۔" عمران نے سنگ سے پوچھا۔

"میرے پاس اس وقت پانچ عورتیں ہیں۔۔۔ تم وعدہ کرو کہ گڑبڑ نہیں کرو گے۔"

"پانچ سو بھی ہوں تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گی۔"

"اور دوسری بات۔۔۔! وہ مجھے گور یا اپنی سمجھتی ہیں۔ اس لئے تم لوگ ان کے ساتھ

سے بات نہیں کرو گے۔ اور ایسے بن جاؤ گے جیسے میں انہی کی طرح تمہیں بھی پکڑ لیا ہوں۔"

"نہیں وہ یہ نہ سمجھ سکیں کہ ہمیں انہی کے لئے پکڑ لائے ہو۔۔۔ اسے اور کیا سمجھیں

گی۔۔۔ بھلا کسی گورینے کے لئے ہم مردوں کا کیا مصرف۔۔۔"

"پھر یادہ ادوس چچا کہ ہم تین ہیں۔"

"مجھے چیلنج کر رہے ہو۔۔۔"

"تمہارا حقیقت کو چیلنج نہیں کیجئے۔ تمہاری کمال اُتار کر مار ڈال کر دیں گے۔"

"یہ بات ہے تو۔۔۔ آؤ۔۔۔" سنگ کئی قدم پیچھے ہٹا ہوا بولا۔

عمران نے زوردار قہقہہ لگایا۔۔۔ لیکن جہاں تھا وہیں بیٹھا رہا۔۔۔ ان کا رویہ دیکھ کر جوزف

اور جیمس بھی اپنی جگہوں سے نہ ہٹے۔۔۔

"آؤ۔۔۔ تا۔۔۔" سنگ نے ہاتھ ہلا کر انہیں لٹکارا۔

"جاؤ جاؤ۔۔۔" عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔ "عورتوں کی صحبت نے تمہیں مٹی خور بنا دیا

ہے۔۔۔ بس اب جاؤ۔۔۔ ورنہ مجھے مزید قہقہے آجائیں گے۔"

"میں تمہیں اپنی نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دوں گا۔" سنگ نے کہا۔

"حالانکہ تم ابھی طرح جانتے ہو کہ مجھے فی الحال تم سے کوئی سروکار نہیں۔"

"ہو سکتا ہے سروکار ہو ہی جائے۔"

"وہ کس طرح پتکا جان۔۔۔"

"اُن پانچ عورتوں میں سے دو سفید فام ہیں۔۔۔ میں نے انہیں تمہارے متعلق گفتگو کرتے

ہے۔۔۔ اور وہ نکل ہی اسی جگہ میرے ہاتھ لگی تھیں۔"

جیمس نے معنی خیز نظروں سے عمران کی طرف دیکھا۔۔۔ اور عمران نے پرتشیش انداز

سنگ سے سوال کیا۔ "کیا اُن میں سے ایک کسی قدر ہماری جسم والی ہے۔"

"ہے۔۔۔ اور بہت خوب ہے۔۔۔ لیکن دوسری ابھی تک میرے قابو میں نہیں آئی۔"

"اُن کے ساتھ کوئی مرد بھی تھا۔"

"تمہیں۔۔۔"

"میں ضرور چلوں گا تمہارے ساتھ۔"

"لیکن انہی شرائط کے ساتھ۔"

"مجھے مشکور ہے۔۔۔۔۔" عمران اٹھتا ہوا بولا۔ "لیکن جو تمہارے قابو میں نہیں ہے اس سے دور ہی رہنا۔۔۔۔۔"

"کیوں۔۔۔۔۔؟"

"بس ایہ میری بات ہے کہ میں ایسی عورتوں کا تحفظ کرتا ہوں۔۔۔۔۔"

"پھر تم نے وہی حرکت شروع کی۔۔۔۔۔"

"میں نے تمہاری ساری شرطیں مشکور کر لی ہیں۔ ایک آدھ کی گنجائش تم بھی رکھو۔"

"خیر۔۔۔۔۔ یہ بعد کی باتیں ہیں۔ فی الحال تم چلو۔"

"میں نے پہلے ہی سے آگاہ کر دیا ہے۔" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔



وہ پانچویں ایک بہت بڑے عمار میں قید تھیں۔۔۔۔۔ عمار بھی عجیب نوعیت کا۔۔۔۔۔ اس کے طرفی کا کچھ حصہ سطح تھا اور کچھ حصوں میں کنوؤں کی شکل کے کئی بڑے بڑے گڑھے تھے اسٹیک۔۔۔۔۔ پانچویں عورتوں کو انہی گڑھوں میں اتار دیا تھا اور وہ اس کی مدد کے بغیر ان گڑھوں سے باہر نکل سکتی تھیں۔

تین سیاہ فام عورتیں ایک ہی گڑھے میں نظر آئیں لیکن عمار میں اندھیرا ہونے کی بنا پر ان کے خدو خال واضح طور پر دکھائی نہیں دیے تھے۔

"باس! مجھے تو یہ دونوں وہی فراٹسی عورتیں معلوم ہوتی ہیں۔" جوزف آہستہ سے فرمایا۔

"شائد۔۔۔۔۔ لیکن یہاں ان کی موجودگی میری سمجھ میں نہیں آ رہی۔"

"تم پوچھو ان سے۔۔۔۔۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ اسے اس پر بھی حیرت تھی کہ سب انہیں تنہا کیوں چھوڑ آئے تھے۔

جیسن کو ساتھ لے کر مزید یا کوؤں کی تلاش میں نکل گیا تھا۔ باہر ابھی اتنا تھا کہ وہ۔۔۔۔۔

کام بخوبی انجام دے سکتے تھے۔

عمران ایک گڑھے میں جھک کر فراٹسی میں بولا "کیا تم رہنا ہو۔"

"سب۔۔۔۔۔ کون ہے۔۔۔۔۔" گڑھے سے خوفزدہ سی آواز آئی۔

"ڈرو نہیں۔" عمران نے کہا۔ "میں عمران ہوں۔"

"اوہ۔۔۔۔۔" وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ لیکن گڑھے کی گہرائی اتنی تھی کہ اس کے ہاتھ اوپر تک نہیں پہنچ سکتے تھے۔

"تحت۔۔۔۔۔ تم کہاں۔۔۔۔۔" وہ دہرندہ کہاں گیا۔

"اس کی بات چھوڑو۔۔۔۔۔ یہ بتاؤ شہر و کہاں ہے۔"

"میں نہیں جانتی۔۔۔۔۔ لیکن تم۔۔۔۔۔"

"میں تو سمجھا تھا کہ تم تینوں کو میرے خلاف ورغلا کر کی گواہی دیا جائے گا جہاں تم جڑلے سے رابطہ قائم کر سکو۔"

"میں کچھ نہیں جانتی امیری آنکھ ایک کیبل کار میں کھلی تھی۔ میرے ساتھ سارہ بھی تھی۔

ایک جگہ کیبل کار کی اور ہم سے اترنے کو کہا گیا۔"

"تم دونوں کے علاوہ کوئی اور بھی موجود تھا۔؟"

"نہیں۔" آواز آئی تھی۔ "ہم دونوں اتر گئیں۔ اور کیبل کار فوری طور پر واپس چلی گئی۔

میرا خیال ہے کہ وہ اندھیرے سے آپریٹ ہوتی ہے۔"

"پھر گوریلا تمہیں یہاں لے آیا۔"

"کیا تم جانتے ہو۔"

"ہاں مجھے علم ہے۔ ہم تینوں کو بھی وہی گھیر کر لایا ہے اور یہاں تک پہنچنے کی کہانی بھی وہی ہے جو تم نے سنائی ہے۔"

"مجھے وہ گوریلا نہیں معلوم ہوتا۔" رہنا لے کہا۔ "کوئی آدمی ہے گوریلا کی کھال میں۔"

"لیکن تم اس پر اپنا شہرہ ظاہر نہ ہونے دینا۔۔۔۔۔ میں دیکھوں گا کہ اس سلسلے میں کیا کر سکتا ہوں۔۔۔۔۔ مگر شہر و کہاں گیا۔"

"خدا جانے۔۔۔۔۔ اور سنو۔۔۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ تم فریڈ لینڈ کے کارندے نہیں ہو۔ ہمیں اس کی کوشش کی گئی ہے۔"

"لیکن یہ حقیقت ہے کہ قہر ریاض نے میرے ہی توسط سے عزیزیہ کے جنگلی غیار سے جوا کر لیا ہے جس میں جمہیں المینان سے تباؤں گا۔۔۔ وہ تصویر یاد کرو جس میں زہرا میں میرے ہاتھ کے قریب کھڑا تھا۔"

"ہاں مجھے یاد ہے۔"

"بھارت بیوٹی پڑا ہوا تھا سو نہیں رہا تھا۔"

"میں یقین کر لوں گی۔ کیونکہ مجھے بھی کیبل کار ہی میں ہوش آیا تھا اس پوائنٹ سے کیبل کار تک مجھ پر کیا گزری ہوگی میں نہیں جانتی۔"

"سارہ شامہ دوسرے گڑھے میں ہے۔"

"میں نہیں جانتی۔"

"ظہرہ۔۔۔ میں دیکھتا ہوں۔۔۔" عمران نے کہا اور اس گڑھے کی طرف بڑھ گیا جس میں دوسری سفید فام عورت تھی۔

"ہیلو۔۔۔ سارہ۔۔۔" عمران نے اسے آواز دی۔

"کون ہے؟" وہ اٹھ بھل پڑی۔

"عمران۔۔۔"

"اے تم۔۔۔ تم کہاں۔۔۔"

"مجھے بھی گوریلا پکڑ لیا ہے۔"

"جمہیں۔۔۔ اہ۔۔۔" وہ دس پڑی اور پھر بولی۔ "لیکن وہ جمہیں کیوں پکڑ لیا ہے۔ تمہارا کیا کرے گا۔"

"تم بہت خوش معلوم ہوتی ہو۔"

"حیرت انگیز تجربہ ہے سو سب عمران۔ وہ بالکل آدمیوں کی طرح محبت کرتا ہے۔"

"تو تم خوش ہو۔"

"بہت خوش۔۔۔ وہ عجیب چیز ہے۔ کاش میں اسے بتا سکتی کہ میں اسے کتنا پسند کرتی ہوں۔"

"تم دونوں کے علاوہ اس نے تین کالی عورتیں بھی قید کر رکھی ہیں۔"

"مگر رکھی ہوں گی۔ مجھے اس کی کوئی پروا نہیں ہے۔"

"اچھی بات۔۔۔ تو خوش رہو۔" کہتا ہوا عمران اس گڑھے کے پاس سے ہٹ آیا۔ دوسری طرف جوزف کالی عورتوں سے گفتگو کر رہا تھا۔ لیکن وہ کوئی افریقی زبان نہیں بول سکتی تھیں۔ انگلش گفتگو کا ذریعہ بنی تھی۔

"ان میں سے ایک کہہ رہی تھی۔" اس گھٹت گوریلے نے ہمارے مردوں کو بار بار الا اور ہمیں ایک ایک کر کے یہاں اٹھا لیا۔"

پھر اس نے جوزف سے سوال کیا تھا کہ وہ کون ہے۔

"مجھے بھی پکڑ لیا ہے۔" جوزف نے جواب دیا۔

"تمہارا کیا کرے گا۔"

"شامہ مجھے اس لئے لایا ہے کہ میں تم لوگوں سے ہاتھ کروں اور غار میں روشنی کا انتظام کروں۔"

"ہم بہت بھوکے ہیں۔۔۔ آج اس نے کھانے کو کچھ نہیں دیا۔"

"اچھی بات ہے! میں کچھ تلاش کر کے لاتا ہوں۔"

"تم بھاگ کیوں نہیں جانتے۔۔۔ ہم تو اس گڑھے سے نکل نہیں سکتے۔"

"بھاگ کر کہاں جاؤں۔ یہاں اس غار میں کم از کم بارش اور دھوپ سے توجہ سکوں گا۔" جوزف نے کہا اور غار کے پاس سے ہٹ آیا۔ اسے علم تھا کہ جنس اور سنگ یا کوئلوں کی تلاش میں گم ہوئے ہیں۔

اور عمران رینا کے گڑھے کے قریب بیٹھا اسے اپنی رام کہانی سناتا رہا تھا۔ اس کے خاموش ہونے پر رینا بولی۔ "میں پہلے تو غلط فہمی میں مبتلا ہوئی تھی لیکن پھر سوچا تھا کہ اگر تم زیر لینڈ کے آلات ہوتے تو اتنی بے دردی سے اپنے ہی آدمیوں کا قتل عام کیوں کرتے۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ سب ہمیں بھی سسٹم سمجھو اور پتا چلتا تو پھر وہ فلم کیوں دکھائی گئی تھی۔"

"ہو سکتا ہے کہ خیر و کوہا میں بھجوا دیا ہو کیونکہ وہ ہر معاملے میں سختی سے میری مخالفت کرتا ہے۔" عمران نے کہا۔

"ممکن ہے۔۔۔ لیکن اب ہمارا کیا ہو گا۔"

"زبردستی زیر لینڈ کے لئے کام کر لیا جائے گا۔ قہر ریاض کے بے شمار آدمی میرے ہاتھوں

مارے گئے ہیں۔ لاتعداد جیلوں کی نذر ہوئے ہیں۔ لیکن وہ مجھ پر قابو پانے کے بعد ہمیشہ اسی لئے کوشاں رہتی ہے کہ میں زیر ولینڈ کا ایکٹ بنا منظور کر لوں۔۔۔۔۔"

"بڑی عجیب تنظیم ہے۔"

"یہ لوگ قاتل کو سزائے موت دینے کی بجائے اس سے انتقام لیتے ہیں کہ وہ کام کرنے

کرتے مر جائے۔"

"تمہارا کیا خیال ہے یہ آدمی جس نے گوریلے کی کھال پہن رکھی ہے ہم سے کیا چاہتا ہے۔"

"کبھی اسکا شمار بھی زیر ولینڈ کے بڑوں میں ہوتا تھا۔ لیکن اب قمریہ اس سے کھٹک گئی ہے۔"

"تو تم اس سے واقف ہو۔"

"ناممکن ہے کہ تم بھی واقف نہ ہو۔"

"میں نہیں سمجھی۔"

"سنگ ہی۔۔۔۔۔"

"اوہ۔۔۔۔۔ وہ چینی۔"

"ہاں۔۔۔۔۔ ہاں وہی۔۔۔۔۔ تمہارے یہاں بھی اس کا ریکارڈ ہو گا۔"

"تو اس نے گوریلے کا روپ کیوں دھار لیا ہے۔"

"سارہ بھی عورتوں کیلئے۔۔۔۔۔ جن کے لئے یہ حجر بہ خوش کن اور تحیر خیز ہے۔ تم دونوں

کے علاوہ تین کالی عورتیں اور بھی ہیں اہاں۔۔۔۔۔ توجہ سے سنو اس پر یہ ظاہر نہ ہو لے دیا کہ تم

اس کی اصلیت سے آگاہ ہو گئی ہو۔ اس سے تمہیں محفوظ رکھنے کی ذمہ داری سہی ہے۔"

"تم کیا پانڈو کہ میں محفوظ ہوں۔"

"اسی نے بتایا تھا مجھے مصلحتاً اس سے سمجھو نہ کرنا پڑا ہے۔"

ریتا کچھ نہ بولی۔ اسنے میں جنمسن اور سنگ واپس آگئے۔ دونوں دھیروں یاد کو اور چلائے۔

لئے خشک لکڑیاں لائے تھے۔ غار کے ایک تاریک گوشے میں پہلے ہی سے آگ سو جو قہر قہر

میں مزید خشک لکڑیاں ڈال دی گئیں۔

عمران ریتا اور سارہ کیلئے یاد کو لے گیا تھا اور جوزف نے کالی عورتوں کو پہنچائے تھے۔

پھر وہ بھی ایک جگہ بیٹھ کر کھانے لگے۔ جنمسن سنگ کے قریب ہی بیٹھا تھا۔ اور وہ

اور میان مختلف اقوام کی عورتوں کے ہارے میں گنگو ہو رہی تھی۔ عمران کبھی کبھی ٹکلیوں سے

ان کی طرف دیکھتے گئے۔ جوزف یاد کو کی بجائے مہالی سے شغل کر رہا تھا۔

ایک ایک انہوں نے دیکھا کہ سنگ او بکائیاں لیتا ہوا غار کے دہانے کی طرف دوڑا جا رہا ہے۔

جنمسن جوزف کو آنکھ مار کر منکر لیا۔ پہلے تو جوزف کے چہرے پر جبروت کے آثار نظر آئے۔

پھر وہ بچت کر جنمسن کے پاس پہنچا۔

"کیا تم نے اسے پتہ کھلا دیا ہے۔"

"کسپہ پاس کو نہ بتانا۔ جنمسن آہستہ سے بولا۔

سنگ کے دھانے کی آواز برابر پٹی آ رہی تھی۔

"یہ تم نے اچھا نہیں کیا۔ ساری زندگی کا کھلیا بیٹا اسی وقت نکل جائے گا اور اگر وہ زندہ رہا تو

پتہ پھرنے کے قابل بھی نہیں رہے گا کئی دنوں تک۔" جوزف نے پُر تشویش لہجے میں کہا۔

عمران انہیں سرگوشیاں کرتے دیکھ کر اپنی جگہ سے اٹھا اور ان کے قریب آکھڑا ہوا۔ وہ

بہت خاموش ہو گئے۔

"کیا بات ہے۔ کیا کسی یاد کو میں کبھی گھسیڑ دی تھی۔" عمران نے جنمسن کو گھورتے ہوئے

بول کیا۔

"نہیں جناب۔ ہلا میں کیوں۔"

"پھر وہ کیوں مر رہا ہے۔"

"ہلا میں کیا عرض کر سکتا ہوں پور میجسٹری۔ ہم سبھی یاد کو کھارے ہیں۔"

"تو کیوں خاموش ہے جوزف۔"

"میں کیا بولوں پاس۔"

"وہ اللہ کیوں کر رہا ہے۔"

"وہی جانتے پاس میں کیا کہہ سکتا ہوں۔۔۔۔۔"

"تم دونوں کے درمیان ابھی تک کیا باتیں ہو رہی تھیں۔"

"میں نے مسٹر جنمسن سے پوچھا تھا کہ کہیں انہوں نے اس کو پتہ کا تو نہیں کھلا دیا۔ انہوں

کالی جواب نہیں دیا۔

"یہ پٹو کا کیا بلا ہے۔"

"ایک ذریعہ پھیل ہوتا ہے ہاس۔"

"تو علم ہے۔"

"ہاں... میں نے بتایا تھا۔"

عمران پھر جنسن کو گھورنے لگا اور وہ تر سے بولا۔ "اسی سے جا کر پوچھ لیجئے کہ میں نے اسے کیا کھلایا تھا۔ یا کو تو جتے وقت خود ہی ایک پٹو کا نفل کیا ہو تو میں کیا کر سکتا ہوں۔"

"اگرے مر گیا۔ کوئی آؤ۔" عار کے دہانے کی طرف سے سنگ کی تراوشانی دی

عمران تیزی سے اسی جانب بڑھ گیا۔ اور جنسن جوزف پر آٹ پڑا۔

"اتنی سی بات دل میں نہیں رکھ سکے۔"

"میں کیا کرتا مسٹر... ہاس نے سوال ہی ایسے کئے تھے لیکن میں نے ان سے یہ تو نہیں کہا کہ واقعی تم نے اسے پٹو کا کھلایا ہے۔"

"اب بتا دینا کہ میں نے دو تین یا کوؤں میں سوراخ کر کے پٹو کا گودا اندر پھینکا دیا تھا۔ اور کھاتے وقت وہی یا کو اسے تھما دیے تھے۔"

"تم نے آخر ایسا کیا ہی کیوں۔ ہاس جو مناسب سمجھتے کرتے۔"

"میں ایسے لوگوں کو جان سے مار دینا چاہتا ہوں جو عورتوں سے وحشیانہ سلوک کرتے ہیں۔"

"پھر بھی ہاس سے پوچھئے بخیر۔"

جوزف جملہ پورا نہ کر سکا۔ کیونکہ عمران سنگ ہی کو سہارا دیئے اسی طرف آتا تھا۔ اور سنگ کے قدم لاکھڑا رہے تھے۔ ایسا لگتا تھا کہ اگر عمران نے اسے چھوڑ دیا تو وہ جڑ زمین سے آ رہے گا۔ جوزف بھی اٹھا۔ لیکن جنسن نے اپنی جگہ سے جھنش بھی نہ کی۔ ان دونوں نے سنگ کو یہ آہنگی لٹا دیا۔

سنگ مسلسل کرا رہے جا رہا تھا۔ دفعتاً اسے پھر ایک نیا آنے لگیں۔ مگر شاید اب وہ کچھ دیر کے بعد ہی آئے۔ لیکن جس دہانے ایک نیا لیتا اور قلابا زیاں کھاتا رہا۔

پھر اچانک پیچھے لگا۔ "پٹو کا جارہا ہوں... تپ رہا ہوں... یہ کمال اُتار دو۔"

نہار دو۔"

اس تکلیف کے عالم میں بھی اسے خیال تھا کہ کہیں اس کی اصلیت ان عورتوں پر نہ آشکارا ہو جائے لہذا انگلی کی بجائے اردو میں گل چلا اچھا کھا تھا۔

"خیر... میں کچھ کرتا ہوں...!" عمران اس پر جھٹکتا ہوا بولا۔

پتا نہیں کس کس طرح سنگ نے وہ کمال اپنے جسم پر منڈھی تھی۔ بڑی دشواریوں سے الگ ہوئی... لیکن عمران نے اسے آؤا کر کے اس کے برہنہ جسم پر ڈال دیا۔

"اگرے بٹاؤ... بٹاؤ اسے...!" سنگ کرا رہا۔

"تو مولو لگو گے بچھا۔" عمران بولا۔

"چپ بے... بٹا تا ہے یا... میں...!"

"یا کچھ بھی نہیں کر سکتے... میں دیکھ رہا ہوں کہ تم ہاتھ بڑھ بھی نہیں بلا سکتے۔"

"بتا دیجئے...!" جنسن نے کہا۔ "ہم فرض کر لیں گے کہ ابھی ابھی کسی گوریلن کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔"

"چپ بے جنسن کے بچے۔"

"آپ نے اسے بھی بتا دیا پور میٹھی۔" جنسن نے نرم انداز میں کہا۔

"میں نے کچھ نہیں بتایا۔ یہ خود ہی چلتی پھرتی انسانیکو پیڑیا ہے۔ اسے کیا نہیں معلوم... ہاں تک جانتا ہے کہ میرے پرانا چھپے سے ڈرتے تھے اور شیر کا شکار کرتے تھے۔"

"مجھ پر... مجھ پر فحشی طاری ہو رہی ہے...!" سنگ کھنٹی کھنٹی سی آواز میں بولا۔

"بیوقوف ہو جاؤ...!" عمران نے سر ہلا کر کہا۔ "اسی میں فائدہ ہے۔"

"انہیں نہ معلوم ہونے پائے... اور... اور... اور...!"

جملہ پورا نہ کر سکا اور اس کے دانت سختی سے جھم کر رو گئے عمران نے غصیلی نظروں سے اس کی طرف دیکھا اور وہاں سے اٹھ کر اس گڑھے کے قریب پہنچا جس میں رہنا تھی۔

"کیا تم نے پھل کھائے۔" اس نے نیچے جھٹک کر اس سے پوچھا۔

"ہاں کھائے... بہت لذیذ تھے! لیکن یہ شور کیا تھا۔ کیا تمہارے کسی ساتھی کی طبیعت ہو گئی ہے۔"

"نہیں... گوریلے کی کھال اتر گئی ہے۔"

"میں نہیں سمجھتا۔"

"آئی پرائیوٹ کا دورہ پڑا تھا۔ کھال اتر وادی آب زہوش پڑا ہے۔"

"ہم کو اس گڑھے سے کب نکالو گے۔"

"میں یہ رات اور گزار لوں گا۔"

"تمہاری موجودگی نے مجھے مطمئن کر دیا ہے۔"

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ آخر تم دونوں کو اس مہم پر کیوں بھیجا گیا تھا۔"

"ہمارے پاس بہت ہی خاص قسم کے آلات تھے جنہیں میرے اور سارے کے علاوہ اور کوئی

آپرٹ نہیں کر سکتا تھا۔ ان آلات کا استعمال عام نہیں ہے۔ اور پھر میں تو سوچ بھی نہیں سکتا

تھی کہ ایسے ہوشیار حالات سے دوچار ہونا پڑے گا۔"

"لیکن میں تو تمہارے انہش ڈائیکٹر کے استعمال سے واقف تھا۔"

"وہ کسی حد تک عام ہو چکا ہے۔ لیکن یہ بتاؤ کہ ہم اس جہال سے کیسے فہم کے۔"

"دیکھا جائے گا۔ بار بار اس سے بھی زیادہ خراب حالات سے گزر چکا ہوں۔"

"لیکن میرے لئے پہلا اتفاق ہے۔"

"فکر نہ کرو... سب ٹھیک ہو جائے گا۔ لیکن تم مجھ سے جھگڑا نہیں کرو گی۔"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔"

"اچھا۔ اب آرام کرو۔" عمران نے کہا اور وہاں سے ہٹ آیا۔

سنگ اسی حال میں بے خبر پڑا تھا۔ جوزف اور جنسن آئیں میں سرگوشیاں کر رہے تھے۔

ہنٹے بھی جا رہے تھے۔ اس بار عمران نے جنسن کو بھی چمکلی کرتے دیکھا۔

"آپ بھی شوق فرما رہے ہیں۔" عمران نے اُسے لٹکارا۔

"بڑا سرور بخشتی ہے یور نیچٹی۔"

"اے تو کیا تم کھاس کھانے آئے ہو۔"

"یہ بھی تو کھا رہا ہے۔"

"پرانا چمکی ہے۔"

"مجھے بھی واہسی کی امید نہیں ہے جناب۔"

"چلو سو جاؤ۔"

"اتنی جلدی۔ ابھی نیند کہاں آئے گی۔"

عمران اُن سے کسی قدر دور جا لیٹا تھا۔ کچھ دیر جاگتا رہا۔ پھر دوسری صبح کو آنکھ کھلی تھی۔

سنگ پہلی ہی سی حالت میں چپ پڑا نظر آیا۔ لیکن اُس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔

بھی ہچکا رہا تھا۔

"کیا حال ہے تمہارا؟" عمران نے اُس کے قریب کھٹک کر پوچھا۔

سنگ نے آہستہ آہستہ اُس کی طرف سر گھمایا اور محض سی آواز میں بولا۔ "پتا نہیں مجھے کیا

ہو گیا ہے پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا۔"

"تم نے یا کو کے علاوہ اور کیا کھایا تھا۔"

"کچھ بھی نہیں۔"

"انجینی طرح زیادہ اشت پر زور دو۔"

"کچھ بھی نہیں۔ اُن پھلوں کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں۔"

"وہ تو سبھی نے کھائے تھے۔"

سنگ کچھ نہ بولا۔ عمران اُسے پُر تشویش انداز میں دیکھے جا رہا تھا۔ اسنے میں جوزف اور

جنسن بھی بیدار ہو گئے اور انہوں نے بھی سنگ کی حیران نہ کی۔

"شاید اب تم یہ کھال نہ پہن سکو۔" عمران بولا۔ "کیونکہ اُنار نے کی جلدی میں اسکا جلیہ بگڑ

رہا ہے۔"

"جہنم میں جائے۔" سنگ نے اسانہ بنا کر بولا۔

"اور ان عورتوں کا کیا کریں۔" جنسن نے سوال کیا۔

"وہ بھی جہنم میں جائیں۔"

"کس کے ساتھ جائیں گی۔ تم میں تو پلٹے پھرنے کی سکت نہیں معلوم ہوتی۔" جنسن ہنس

لا۔

"اُس سے کہو کہ بکواس نہ کرے۔" سنگ نے عمران سے کہا۔

"اچھا اچھا... کیا اب انہیں گڑھوں سے نکال لیا جائے؟" عمران نے پوچھا۔

"میں کچھ نہیں جانتا۔ جو دل چاہے کرو۔"

"وہ رے پتو کا۔" عمران خوش ہو کر بولا۔

"کیا مطلب... کیا کہا۔"

"کچھ نہیں ان عورتوں کے مقدر پر مشتمل کر رہا تھا۔ ویسے اس سفید فام عورت کو ہے مدد نہ ہو گا جس میں آدمی دیکھ کر۔"

"میں کہتا ہوں ان کی بات مت کرو۔"

"ابھی بات ہے۔ میں انہیں یہ بتاؤں گا کہ ہم نے اس گوریلے کو اتارا کہ وہ کھال پیو ذکر بھاگ گیا۔"

سنگ نے براسمانہ بنا کر آنکھیں بند کر لیں۔

"اب میرا مشورہ ہے کہ اسی کھال سے ایک ٹکڑاٹ کر کمر کے گرد لپیٹ لو۔" عمران بولا۔

"تم ہی یہ کام کرو۔... مجھ میں تو سکت نہیں ہے۔"

پھر عمران کو اس ناگوار سرے سے بھی گذرنا پڑا تھا۔ جیسن ہونٹ بھیج بھیج کر ہنستا رہا البتہ جوزف بے حد سنجیدہ دکھائی دیتا تھا۔

بڑی دشاریوں سے وہ پانچوں گڑھوں سے نکالی گئیں۔ اور عمران نے سچ سچ انہیں یہی بتا کر چاروں نے مل کر گوریلے کو مار بھگا دیا۔

"لیکن یہ تو تھا کون ہے۔" سارہ پوچھ بیٹھی۔

"یہ بھی ہمارے ساتھ ہی تھا۔ گوریلے نے پیارے کو بری طرح رگڑا اٹا ہے۔ فی الحال اسے بیٹھ نہیں سکتا۔"

رینا قطعی خاموش تھی۔ وہ تو جانتی ہی تھی کہ اصل بات کیا ہے۔

اوجھ جیسن آہستہ آہستہ جوزف سے کہہ رہا تھا۔ "ہم پر جو سیلاب پڑا تھا کیا تھا بدستور ہو گیا ہے۔ لیکن آخر یہ دونوں صاف سحری کر کے کیوں کیجی گئی ہیں۔"

"میں کیا جانوں مسٹر! جوزف بننا کر بولا۔ "تم سارے مشکل سوال مجھ سے کر رہے ہو۔"

سنگ آنکھیں بند کئے پڑا رہا۔ سارہ عمران سے گوریلے کے بارے میں مزید سوالات نہ کر رہی تھی۔

جنگل کی شہریت

تھی اور اس کا موڈ بہت خراب معلوم ہوتا تھا۔ کالی عورتیں گوریلے کو گالیاں دے رہی تھیں۔ دفعتاً عمران نے انہیں مخاطب کر کے کہا۔ "تم تینوں وائپریری تو نہیں ہو ایک سرے سے افریقی ہی نہیں لگتی۔"

وہ کچھ نہ بولیں۔ عمران نے پھر پوچھا۔ "مشرق بعید کے کس ملک سے تعلق ہے تمہارا۔"

"جہاں سے... ان میں سے ایک نے جواب دیا۔

"یہاں کس طرح پہنچیں..."

"ہمارے بوائے فریڈرڈ لاپے تھے۔"

"وہ کہاں ہیں..."

"انہیں اس منحوس گوریلے نے مار ڈالا۔"

"کیوں نہ میں اس منحوس کو بھی ماری ڈالوں۔" جیسن نے اردو میں کہا۔

"خاموش بیٹھے رہو۔" عمران غریبا۔

"میں عرض کر رہا تھا کہ اس نے تمنا آدمیوں کو مار ڈالا ہے۔... خواہ کون... اور ہم قانون کے محافظ ہیں۔"

"کس قانون کے محافظ ہو... جنگل کے...؟ یہ جنگل کی شہریت ہے۔" عمران نے طنزیہ لہجہ میں کہا۔

"آپ کی مرضی۔"

"جیسن اس سے تکلیف کیا پہنچی ہے! ہو سکتا ہے اسے تم سے پہنچی ہو۔"

سنگ نے سر ہٹھکایا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھنے لگا۔

"تم مطمئن رہو! میری موجودگی میں کوئی کسی بے بس کو ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا۔"

سنگ نے پھر آنکھیں بند کر لیں۔ دفعتاً سارہ چیخنے لگی۔ "مجھے بتاؤ وہ کس طرف گیا ہے..."

اسے تلاش کروں گی۔"

"تمہارا دلخ تو نہیں خراب ہو گیا۔" رینا غرائی۔ سنگ نے پھر آنکھیں کھول دیں اور سارہ

ایک نظر سے دیکھنے لگا۔

"بھان اللہ۔ آپ تو بہت گہری نٹیں۔" جیسن اردو میں بولا اور سنگ نے عمران سے

بدقت کہہ۔ ”کیا تم اس حیثیت کی زبان بند نہیں کر سکتے؟“

”اب اسے چڑے بھی نہ ہو... تمہاری شخصیت پر نہیں بھتی یہ بات۔“

”خدا جانے مجھے کیا ہو گیا ہے۔“ سنگ کراہ کر رو گیا۔

”ویسے پیارے بچا جان۔ اگر میں اس عورت کو یہ بتا دوں کہ گوریلے تم ہی تھے تو یہ تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گی۔ کیونکہ اسے گوریلے میں اپنے لئے غلو ص نظر آیا تھا۔ یقین کر، ایک ہزار آدمی کی حیثیت سے تمہارا اگلا گھونٹ دے گی۔“

”ہوں۔“ سنگ کی یہ ”ہوں“ بہت طویل تھی۔ پھر وہ سارو کو دیکھنے لگا۔ جنسین ہوزف کو آنکھ مار کر مسکرایا تھا۔

عمران نے ریٹا سے فریج میں کہا۔ ”مجھے حیرت ہے کہ تم دونوں پر جو سیاہینت تھا وہ کیوں اُتار دیا گیا۔ جبکہ ہم ویسے کے ویسے ہی رہے۔“

”میں کیا بتا سکتی ہوں اسکے بارے میں...“

عمران نے نہ تشویش انداز میں سر کو جنبش دی اور اپنے ساتھیوں سے بولا۔ ”تم دونوں ٹیبلٹ منہ کیا دیکھ رہے ہو۔ انہی شے کی فکر کرو گے یا نہیں۔“

”پھر وہی بلا کو...“ جنسین نے اسامہ بنا کر اگلا ہوا بولا۔ جوزف بھی اٹھا اور دونوں عمار کے دہانے کی طرف بڑھے... لیکن جیسے ہی باہر نکلے ان کا راستہ روک لیا گیا۔ تین رعب اور ہوا کے سامنے کھڑے تھے اور ریوالور کا رخ عمار کے دہانے ہی کی طرف تھا۔ تینوں سفید قام تھے۔

”واپس جاؤ...“ ان میں سے ایک بولا۔

لیکن وہ دونوں بت بنے کھڑے رہے...!

”تم نے سنا نہیں۔“

وہ چپ چاپ مڑے اور اندر چلے آئے۔ عمران نے انہیں استغناء میں انداز میں دیکھا۔

”وہ نہیں چاہتے جناب کہ ہم آوارہ گردی کریں۔“ جنسین نے کہا۔

”کون نہیں چاہتے۔“

”تین ریوالور بردار میں ہمارے پھانک کے سامنے موجود ہیں۔“

عمران تیزی سے دہانے کی طرف بڑھلا۔ ریٹا اس کے پیچھے لپکی تھی۔

”نہیں... تم وہیں ٹھہرو۔“ عمران نے مڑ کر کہا اور آگے بڑھ گیا۔

وہ تینوں اب بھی وہیں کھڑے تھے۔

”واپس جاؤ...“ ان میں سے ایک نے عمران کو لٹکارا۔

”تم کون ہو...“ عمران نے لا پر واہی سے کہا۔

”بحث مت کرو۔“

”ہم بھوکے ہیں۔ کھانے کے لئے کچھ تلاش کرنے جا رہے تھے۔“

”کھانا نہیں پہنچ جائے گا۔ واپس جاؤ۔“

”ہم نو افراد ہیں۔“

”ہمیں علم ہے۔“

”ایک پیار بھی ہے۔“

”ہمیں علم ہے... اس سے کہو کہ کھال اُتار دے ورنہ آبی میں سڑ جائے گا۔“

”اوہ... تو تم جانتے ہو۔“

”ہم کچھ نہیں جانتے... تم واپس جاؤ...“

”اس طرح واپس جاؤ کہ نعرے لگاؤ گے تو میں تقریر شروع کروں گا۔“

”تم نہیں سنو گے...“

”صرف ایک بات اور... میں غاروں میں زندگی بسر کرنے کا عادی نہیں ہوں... کیا

ہاں کوئی جگہ کرائے پر مل سکے گا۔“

”عمل تعمیر ہو رہا ہے تمہارے لئے۔“

”شکریہ... شکریہ...“ ہاتھ جھپٹا لیا۔ ”کہتا ہوں اے عمران واپسی کیلئے مڑ گیا۔“

”ٹھہرو...“ ان میں سے ایک نے کہا۔ عمران رُک کر مڑا۔

”تینوں سیاہ قام عورتوں کو یہاں بھیج دو۔“ اس نے کہا۔

”تم نے آخر ان پر یہ ظلم کیوں ہونے دیا۔“

”ہم کچھ نہیں جانتے جو کچھ کہا جا رہا ہے کرو...“

عمران نے شانے سکڑے اور واپس آگیا اور ان تینوں عورتوں سے باہر جانے کو کہا۔

"کیوں جائیں... ہم نہیں جائیں گی۔" ایک نے کہا۔

"وہ جنہیں طلب کر رہے ہیں۔"

"کون ہیں...؟"

"خود پا کر دیکھ لو... میں تو نہیں پہچانتا۔"

وہ ہنگامی ہوئی آگے بڑھیں... وہاں تک گئیں اور پھر جینس مارتی ہوئی پلٹ آئیں۔

"ہمیں بچاؤ ان سے۔" ان میں سے ایک عمران کے پیچھے تجھتی ہوئی بولی۔ "یہ درندہ

ہیں۔ اس بن مانس سے بھی زیادہ خطرناک۔ خدا کیلئے ہمیں بچاؤ...!"

سفید قاموں میں سے ایک پستول تانے دوڑتا ہوا ان کے پیچھے چلا آیا تھا۔

"چلو... چلو... نکلو تم تینوں... باہر نکلو..." وہ ریو اور کو جنیش دے کر غرایا۔

عمران نے اپنے پیچھے پناہ لینے والی کا ہاتھ پکڑا اور گھسیٹا ہوا بولا۔ "چلو جاؤ! کیا نہیں سہی

مرواؤ گی!"

وہ اسے سمجھ کر سفید قام آدمی کے قریب لایا۔ پھر وہ اس کی طرف متوجہ ہوا ہی تھا کہ عمران

نے عورت کو دائیں جانب دھکا دے کر ریو اور پر ہاتھ ڈال دیا۔ ساتھ ہی اس کا دایاں گھٹنا بھی لایا

اتھا تھا! حریف کر لہ کر الٹ گیا اور عمران کے ہاتھ میں تھا۔

"اسے سنبھالو..." وہ جوزف سے کہتا ہوا ہانے کی طرف بڑھ گیا۔

"ہوشیاری سے..." اس نے ہدایت کو کہتے سنند۔

ریو اور اس نے جیب میں ڈال لیا اور دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے ہوئے غار سے باہر نکل آئے۔

"وہ تینوں اس سے چٹ گئی ہیں اگر الیا ہے اور نری طرح حرمت کر رہی ہیں چلو! گھبراؤ!"

اس نے بول کھائے ہوئے انداز میں انہیں اطلاع دی۔ وہ بے ساختہ آگے بڑھے۔ عمران ان کی

طرف ہٹ گیا۔ لیکن وہ اس سے ایک ہی قدم آگے بڑھے ہوں گے کہ ریو اور کا دست ان کی

گردن پر پڑا اور دوسرا جتنی دیر میں معاملے کی نوعیت کو سمجھ سکتا خود بھی سر پر ہٹ کھڑا ہوا۔

بعد دیکرے دونوں منہ کے بل گرے تھے۔ اور دوبارہ نہیں اٹھ سکے تھے۔

عمران نے بڑی چھرتی سے دونوں ریو اور اٹھائے اور جنسین کو آواز دی۔

وہ فوراً ہی دوڑ آیا تھا۔ ان دونوں کو اس حال میں دیکھ کر ٹھٹھک گیا۔

"جلد ہی ہوش میں آجائیں گے! انہیں بھی اندر ہی اٹھالے چلو۔" عمران نے کہا۔

جنسین کے پیچھے پیچھے رہتا بھی وہیں بلی آئی اور وہی دونوں انہیں ایک ایک کر کے اٹھالے گئے۔ ان کا تیسرا سا بھی ہوش ہی میں تھا۔

ان دونوں کو اس حال میں دیکھ کر اس کے منہ سے مغلطات کا طوفان اُمنڈ پڑا۔

"وہاں بند کرو۔ ورنہ گامگوش دوں گا۔" جوزف اس کی گردن دیو بچ کر بولا۔

عمران نے جیوں کی کار تو سوں کی پٹیاں بھی اتروائیں اس کے علاوہ اور کوئی کام کی چیز ان

کے پاس سے برآمد نہیں ہوئی تھی۔

"جنہیں بچھڑانا پڑے گا اس کیلئے جو کچھ کر رہے ہو۔" سفید قام نے عمران کو وارننگ دی۔

اس دوران میں سنگ بھی اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔ لیکن قطعی خاموش تھا۔ دفعتاً سفید قام نے اس کی

طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "کیا تم نہیں جانتے تھے کہ گورلا یہی ہے۔ جب چاہے کوئی مار دیتے۔"

"میں ان خرتوں کا مقصد جاننا چاہتا ہوں۔" عمران نے کہا۔

"تم ہو کون..." سفید قام نے نتھنے پھلائے۔

"کوئی بھی ہوں۔ لیکن تم میں سے نہیں ہوں۔"

"وہ تو ظاہر ہی ہے!" اس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

سادہ جہت سے آنکھیں پھاڑے سنگ ہی کو گھورے جا رہی تھی۔ اس نے اس کے بارے

میں سفید قام آدمی کا ریمارک سنا تھا اور اسے سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ پھر دفعتاً بصیرت کر

لک کے قریب پہنچی اور کھال کے اس ٹکڑے کو بغور دیکھنے لگی جو سنگ کی کمر کے گرد لپٹا ہوا تھا۔

"مجھے معاف کر دو بی بی!" سنگ آہستہ سے بولا۔

"کیا تم نے اس کھال کو ضائع کر دیا!"

"مجھے کچھ پتا نہیں... میری طبیعت خراب ہو گئی تھی۔ میں بیہوش ہو گیا تھا جو کچھ کیا ہے

ای لوگوں نے کیا ہے۔"

"خدا انہیں عذرت کرے! انہوں نے میری مسرت مجھ سے چھین لی۔" وہ گھو کیر آواز میں بولی۔

"ویسے کیا میں گوریلے سے بھی زیادہ بد صورت ہوں۔"

وہ اس کے پاس سے ہٹ کر دور جا کھڑی ہوئی اور اس طرف پشت کر لی۔

آخر عمران سفید قام آدمی سے کہہ رہا تھا۔ "تم لوگ کسی عمارت میں تو رہتے نہ ہو گے اس پرہیزگار کو کٹ کر کوئی معتول ہی جگہ بنائی ہوگی۔ وہاں تک پہنچنے کے راستے کی نشان دہی کرو۔"

سفید قام قہر آلود لہجے میں بولا۔ "زندہ رہنا چاہتے ہو تو حد سے آگے نہ بڑھو۔"

"اچھا تو یہاں ہماری موجودگی کا مقصد ہی بتا دو۔"

"ہمیں خود اپنی موجودگی کا مقصد نہیں معلوم چھپیں کیا بتائیں گے۔"

"وقت نہ ضائع کرو۔" سنگ نے عمران سے کہا۔ "خانا یہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔"

"اچھا تو پھر کیا ان تینوں کو ابال کر کھائیں گے۔" عمران نے ہنسا کر پوچھا۔

"انہیں جانے دو اور ان کا اسلحہ بھی واپس کر دو۔"

"اور ان تینوں عورتوں کو بھی لے جانے دوں۔"

"کیا فرق پڑے گا اس سے۔"

"وہ جانا نہیں چاہتیں۔"

"جنگل کا قانون.... ایسی دیکھو کہ میں نے ان کے مردوں کو مار ڈالا ہے۔ یہ جانتے ہیں لیکن مجھ سے باز پرس نہیں کی! تم نے قہر میں کیا کوئی پریشان کر ڈالا ہے لیکن زندہ ہو...."

"تم کہنا کیا چاہتے ہو۔"

"اگر تم اپنے مقصد کا حصول چاہتے ہو تو چھوٹی چھوٹی باتوں پر مت الجھو۔ اسلحہ واپس کر دو۔"

ان دونوں کے درمیان اردو میں گفتگو ہو رہی تھی۔ جنسن نے کہا۔ "آپ انکی باتوں میں ہرگز نہ آئے گا۔ انہوں نے اس کا دماغ بھی الٹ دیا ہے۔"

"تم خاموش رہو...." عمران فرمایا۔

وہ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے سفید قاموں کا اسلحہ میگزین سمیت اس کے سامنے رکھ دیا جو ہوش میں تھا۔

"تمہاری بات پوری طرح میری سمجھ میں آگئی ہے۔ دراصل جو کچھ بھی ہوا ہے وہاں اس میں ہوا ہے۔" اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے...." سفید قام سر ہلا کر بولا۔ "ہم بھی اسے بھول جائیں گے اور..."

ہمارے ساتھ جائیں گی۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ اسلحہ واپس ہوتے ہی ان تینوں عورتوں نے پھر چین شروع کر دیا۔

"خاموش رہو۔" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "تم یہاں بہت دنوں سے ہو اور اپنی مرضی سے آئی ہو۔ ان حالات کی عادی.... ہم تو وارد ہیں اور اپنی خوشی سے نہیں آئے۔ زبردستی ساتھ لائے گئے ہیں۔ اس لئے ایسے جھگڑوں میں نہیں پڑنا چاہیے۔"

"یہ ہم سے جانوروں کی طرح کام لیتے ہیں۔" ایک سیاہ قام عورت بولی۔ "ہم اس زندگی سے تنگ آگئی ہیں۔"

"ہو سکتا ہے ہم بھی اپنی زندگیوں سے تنگ آجائیں۔" عمران نے کہا۔

اتنے میں دونوں بیوقوف آدمیوں نے بھی آنکھیں کھول دیں۔ کچھ دیر بے حس و حرکت پڑے رہ کر شائد حالات کا اندازہ لگاتے رہے پھر اپنے ساتھی کے قبضے میں اپنا اسلحہ دیکھ کر پھرتی سے اٹھ بیٹھے۔

"سب ٹھیک ہے۔" ان کا ساتھی ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "کھو نہ ہو گیا ہے۔ یہ تینوں ہمارے ساتھ جائیں گی۔"

وہ دونوں خاموشی سے اٹھے اور اپنے اپنے ریلو اور کار تو سوں کی پٹیاں سنہال لیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اس سے پہلے کچھ ہوا ہی نہ ہو.... وہ ان تینوں عورتوں کو ساتھ لے کر غار سے چلے گئے۔

کچھ دیر تک خاموشی رہی۔ پھر ریٹا بولی۔ "میری تو کچھ بھی سمجھ میں نہیں آ رہا۔"

"فی الحال کچھ سمجھنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔" عمران بولا۔

"اس وقت میرا دل ٹوٹ گیا ہے۔" جنسن نے غصہ کی سانس لے کر اونچی آواز میں کہا۔

"کون سی چٹا پڑی ہے تم پر۔" عمران نے اُمی کی طرف دیکھے بغیر کہا۔

"ہم تین مظلوم عورتوں کی مدد نہ کر سکے۔"

"یہاں ہزاروں مظلوم ہیں۔ اگر اس وقت ہم صرف تین عدد کے معاملے میں الجھتے تو شائد ہمارے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکتے۔ لہذا ان ہزاروں مظلوموں کو مدد نظر رکھ کر فی الحال ہر کرلو.... اگر کچھ وقت نہ ٹوک دیتا تو مجھ سے بھی جھگڑی سرزد ہی ہو گئی تھی۔"

"تم لوگ اگر انگلیش ہی میں گفتگو کرو تو بہتر ہے۔" دینا نے کہا۔
 "تمہارے خلاف کچھ نہیں کہا جا رہا۔" جیمسن نے تسنہ بھلائے۔
 "تم اسے چڑے کیوں ہو رہے ہو۔" دینا نے بھی آجائے گا۔ "عمران نے کہا۔
 دینا اس کے قریب آکر اسے بغور دیکھتی ہوئی بولی۔ "اگر انہوں نے ہم دونوں کو بھی لے
 جانا چاہا تو تمہارا رویہ کیا ہو گا۔"

"ہم میں سے کسی کو بھی وہ زبردستی نہیں لے جاسکتے! اس سے پہلے انہیں مجھ کو جان سے مار
 دینا پڑے گا۔"

"لیکن میں تمہارے کیا ہوں۔" سبک کر رہا۔
 "کون کہتا ہے۔" عمران اس کی طرف مڑ کر بولا۔
 "تم ابھی دیکھ ہی لو گے۔ اگر وہ تم لوگوں کیلئے کھانے کو کچھ لائے۔"
 "میں نہیں سمجھا! تم کیا کہنا چاہتے ہو۔"

سبک نے دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ سارہ بھی اٹھ کر عمران کے قریب آکھڑی ہوئی اور
 آہستہ سے پوچھا۔ "یہ آخر ہے کون۔"

"ہے میرا ایک شناسا! جو مجھ سے پہلے ہی یہاں آپسنا تھا۔"
 "آخر اس نے گوریلے کی کھال کیوں پہن رکھی تھی۔"
 "مورتوں کا رسیا ہے لیکن دانتا فکس سے گھبراتا ہے۔"
 "میں نہیں سمجھی۔"

"مورتیں گوریلا سمجھ کر اس کا دماغ نہیں چاہتیں اور یہ نہایت سکون کے ساتھ اپنے کام
 سے کام لے رہا ہے۔ پچھلے سال چھ ماہ تک ریجن کی کھال پہن کر ایک چٹیا گھر میں مقیم رہا تھا۔
 کیونکہ اس چٹیا گھر کی ساری کارکن مورتیں تھیں۔"
 "میرا دل چاہتا ہے کہ اسے گولی مار دوں۔" سارہ دانت میں کڑبڑی۔

"ڈرنا کچھ سمجھ رہا ہے۔" سارہ نے دوا۔
 "اسے آخر ہوا کیا ہے۔"

"کسی نے اسے مار دیا ہے۔" سارہ نے ہنسنے لیا۔

"اب کب اس بندہ کرو۔" سبک نے عمران کو فریج میں لٹکا رہا۔
 "اوہو... فریج بھی بول سکتا ہے۔" سارہ نے کہا۔
 "اسے دنیا کی بیشتر باتوں پر عبور حاصل ہے۔"
 دینا قد مٹوں کی چاب سٹائی دی اور وہ غار کے دہانے کی طرف متوجہ ہو گئے۔ وہی جیسے سفید
 فام پھر دکھائی دیے اور ان کے ساتھ ایک سیاہ فام عورت بھی تھی جس نے اپنے سر پر ایک بڑا سا
 ٹوکر اٹھا رکھا تھا۔

"یہ تمہارے لئے کھانے پینے کی چیزیں ہیں۔" ایک سفید فام نے ٹوکرے کی طرف اشارہ
 کیا۔ "ان چیزوں کو تم ہماری موجودگی ہی میں استعمال کرو۔ لیکن۔"

"لیکن کیا۔" عمران نے سوال کیا۔
 "اس میں اسے کچھ نہیں ملے گا۔" اس نے سبک کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"کیا بات ہوئی۔"
 "اس کے خلاف نہ ہونا چاہئے۔"

"جب پھر تم اپنا یہ ٹوکرہ واپس لے جاؤ۔ عمران نے سر ہلا کر کہا۔
 "یور میسٹی... جیمسن نے کچھ کہنا چاہا۔
 "شٹ اپ۔"

"بات نہ بڑھاؤ۔ کھانا تم لوگ... سبک ہی نے کہا۔ "ابھی میں کچھ کھانی نہیں سکون
 گا۔ کچھ کھانے کے تصور ہی سے معدہ طلق کی طرف آنے لگتا ہے۔"

"وہ الگ بات ہے لیکن اس شرط کے ساتھ میں اسے قبول نہیں کر سکتا۔" عمران نے کہا۔
 "تو تم اسے لینے سے انکار کر رہے ہو۔"

"ہاں... اس کے ساتھ اس کی طرف دیکھنے کا بھی ہمارا نہیں ہوں۔" عمران نے
 پہلے کن لچھے میں کہا۔

"مجھ کے مرچاؤ۔" سارہ نے کہا۔
 "یہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے۔"

"ابھی بات ہے۔" سفید فام نے کالی عورت کو واپس کا اشارہ کیا اور پھر وہ سب مارے لپٹے

چلے گئے تھے۔

"بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔" رینا بولی۔

"کیا وہ پھل نہ رہے تھے۔" عمران نے اس سے سوال کیا۔

"نہیں۔۔۔ بہت خوش ذائقہ تھے۔"

"بس تو فی الحال ہم انہی پر گزارہ کریں گے۔"

"تم نے اچھا نہیں کیا۔" سنگ بولا۔ "میرے ساتھ ان کا بھی رویہ ہے۔ مجھے اپنے لئے خود

تلاش کرنی پڑتی ہے۔"

"میں جادو ہوں یا کوئی تلاش میں۔" جوزف اٹھتا ہوا بولا۔

"یہی بہتر ہوگا۔ میں بھی پھل رہا ہوں۔" عمران نے کہا اور جنسن سے بولا۔ "تم نہیں ضرور

گے۔"

وہ دونوں غار سے باہر آئے۔ اس بار ان کا راستہ کسی نے بھی نہ روکا۔ دور دور تک کوئی بھی

نہ دکھائی دیا۔

"پاس! آخر وہ لوگ آئے کہاں سے تھے؟" جوزف نے پُر تشویش لہجے میں سوال کیا۔

"کیا تمہیں وہ دھواں یاد نہیں۔۔۔ اسی پہاڑ کے اندر انہوں نے کوئی جگہ بنا رکھی ہے۔"

"کیوں نہ ہم اس کا راستہ تلاش کریں۔"

"ابھی نہیں۔ پہلے یاد کرو۔"



جنسن خاموش بیٹھا سنگ ہی کو ٹھوکر تاربا۔ دینا اور سارہ دور جا بیٹھی تھیں۔ اور اسی آسمان

سے ٹھٹھکو کر رہی تھیں کہ جنسن سن نہیں سکتا تھا۔ کبھی وہ ان کی طرف دیکھتا اور کبھی سنگ کی

طرف۔

اس کا دل چاہ رہا تھا کہ اٹھ کر سنگ کی گردن مروڑ دے۔ اس مردود کی بدولت وہ ان کے

کے ناشتے سے محروم ہو گیا تھا۔

اس نے سوچا اگر جان سے مار نہیں سکتا تو کم از کم اسے ذہنی اذیت میں تو مبتلا کر دے گا۔

لہذا اس نے اردو میں ہانک لگائی۔ "ہاں۔۔۔ جی وہ طوطا تو ابھی تک کہیں نہ دکھائی دیا۔ جس نے

تمہیں گورنا بتایا تھا۔"

"دیکھو لیو کے کبھی نہ کبھی۔" سنگ جڑاری سے بولا۔

"خواب میں۔۔۔"

"دیکھو میں اچھٹا نہیں چاہتا۔۔۔ تم اپنی زبان بند رکھو۔۔۔ ورنہ پیچھے ہو گے۔"

"میں نے تمہارا بڑا شہرہ سنا تھا۔ لیکن تم تو دو چار الٹیاں بھی نہ سہا سکتے۔"

"پھر کہہ رہا ہوں کہ مجھے غصہ نہ دلاؤ۔"

"ہاتھ جو تو ہلا نہیں سکتے اٹھ کر آئے گا۔"

دھتارینا نے جنسن کو مخاطب کیا۔ "کیا تم پھر اسے چھیڑ رہے ہو۔"

"نہیں۔۔۔ اس کے خون میں گرمی پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ شاید اسی طرح اس

کے ہاتھ پاؤں میں جان آجائے۔"

"نہیں۔۔۔ عمران نے تمہیں باز رکھنے کی کوشش کی تھی۔ لہذا میں بھی اسے پسند نہیں

کروں گی۔"

"مجھ اس لئے کہ مسٹر عمران کو پسند کرنے لگی ہو۔"

"مجھ سے گفتگو کرنے میں محتاط رہو۔ ورنہ چوڑی اذیت دوں گی۔"

"فکر نہیں امیں بھی گوریے کی چوڑی چڑھاؤں گا۔"

ایکایک سارہ اپنی ہانک سے اٹھی اور سنگ کے پاس آ بیٹھی۔ سنگ نے آنکھیں بند کر لیں اور

اس کا تھن کسی قدر تیز ہو گیا۔

"تم بالکل غلط نہ کرو۔" وہ ہانک کر آہستہ سے بولی۔ "تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔"

سنگ نے آنکھیں کھولے بغیر پوچھا۔ "کیا تم مجھ سے ناراض نہیں ہو۔"

"کچھ دیر پہلے تھی۔ اب نہیں ہوں۔ تمہیں وہ بارہ کھال نہیں پہننے دوں گی۔ ہاتھ بہت کم

کرتی ہوں۔"

"تم شوق سے ہاتھ کر۔" جتنی چاہو کرو۔۔۔ وہ عمران کو میرا مسئلہ ابھار رہا تھا۔ میں نے کسی

اور وجہ سے کھال پہنی تھی۔"

"جینی ہوگی۔ میں وجہ بھی نہیں پوچھوں گی۔"

"شکر یہ...! تم بہت اچھی ہو۔"

اوسر جنمسن کا پارہ حید چڑھنے لگا تھا۔ سارہ کے سطلے میں خود امیدواری کی سوچ رہا تھا۔ یہ مرد و سنگ ہی کہاں سے چپک پڑا۔ وہ اسے شروع ہی سے پسند آئی تھی۔ دفعۃً اس کے ایک کونے سے ایسی آواز آئی جیسے کسی پرندے نے پر چلپھٹائے ہوں۔ وہ اسکی چونک کر اس طرف متوجہ ہو گئے۔ غار کے اس حصے میں تاریکی تھی۔ اور پھر انھیں وہ پرندہ نظر آگیا۔ جو اس کی طرف بڑھتا آرہا تھا۔ یہ ایک بہت بڑا اور کئی رتھوں والا افریقی طوطا تھا۔

وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگے اور سنگ نے اٹھ بیٹھنے کی کوشش کر ڈالی لیکن ناکام رہا۔

اچانک طوطا انگٹس میں بولا۔ "کیوں حرامی تم یہاں چپے ہوئے ہو... میں تمہیں نہ جانے کہاں کہاں تلاش کر آیا۔ خواتین و حضرات... یہ وہ شخص ہے جس کی پیہ انگٹس کے بعد بھی ماں کی شاوی نہیں ہو سکی تھی۔"

"تو فی ہو جا مرد...! سنگ و انت نہیں کر بولا۔

طوطے نے بالکل کسی آدمی کے سے انداز میں قہقہہ لگایا اور پھر بولا۔ "خواتین و حضرات! تم میں سے کوئی مجھے فارسی بھی پڑھا سکتا ہے۔"

"کیوں نہیں۔" جنمسن بول پڑا۔ "فارسی میں ایسے آدمی کو غلطہ یا تحقیق کہتے ہیں۔"

"میں تجھے زندہ نہیں پھونڈوں گا جنمسن...! سنگ و انت نہیں کر بولا۔

"اوہ... تم غصہ مت کرو...! سارہ آہستہ سے بولی۔ "میں اس طوطے کو پکڑنے کی کوشش کرتی ہوں۔"

"اور پکڑتے ہی گردن مروڑ دینا۔"

وہ اٹھ کر آہستہ آہستہ طوطے کی طرف بڑھنے لگی۔

"ظہر چلاؤ محترمہ۔" طوطے نے کہا۔ "اگر مجھے میری مرضی کے خلاف پکڑا گیا تو میں دھماکے کے ساتھ پھٹ جاؤں گا اور پکڑنے والے کے چھترے اڑ جائیں گے۔ میں تیرے دلچسپے گانبات میں سے ہوں۔"

"ظہر چلاؤ... ظہر چلاؤ... اس کے قریب مت جانا...! سنگ حضرت بانہ انداز میں بولا۔

سارہ مڑ کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔

"وہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔ واپس آ جاؤ۔"

"یعنی یہ دھماکے کے ساتھ پھٹ جائے گا۔"

"ہاں... یہ غلط نہیں کہتا۔ مجھے دھیان نہیں رہا تھا کہ یہ کس قسم کا طوطا ہو سکتا ہے۔" ان لوگوں نے جانوروں اور پرندوں پر بھی عجیب قسم کے تجربات کئے ہیں۔"

"حرامی ٹھیک کہہ رہا ہے محترمہ۔"

سارہ پھر سنگ کی طرف پلٹ گئی اور جنمسن نے کہا۔ "طوطے صاحب! میں تمہیں فارسی پڑھا دوں گا۔"

"میرا نام الیزا نذر ہے۔" طوطے نے کہا۔

"تو پھر قلند تم نے اسطو سے پڑھا ہو گا۔"

"دراں چہ شک۔" طوطے نے فارسی میں کہا۔

"کمال ہے... تمہیں تو آتی ہے فارسی۔"

"بس اسی حد تک آتی ہے۔ اس روایتی طوطے کی طرح جس کے مالک نے صرف یہی ایک ہلکا سا ناپا پڑھا۔"

"خدا کی پناہ تمہیں اس روایتی طوطے کا بھی علم ہے۔"

"میں ادب کا طالب علم بھی ہوں اور ساری دنیا کے ادب کے تراجم میری آنکھوں سے گذر چکے ہیں۔ ویسے تمہاری اپنی زبان کیا ہے۔"

"تم نے نام بھی نہ سنا ہو گا۔"

"پھر بھی... بتاؤ... شاید سنا ہی ہو۔"

"آرہو..."

"مرزا غالب کا کوئی شعر سناؤں۔" طوطے نے آرہو ہی میں کہا اور جنمسن اچھل پڑا۔

"حیران ہوں دل کو روؤں کہ بیخوں جگر کو میں... آرہو امیرہ تم سناؤ۔" طوطے نے کہا۔

"مجھے افسوس ہے کہ میں نے ابھی تک غالب کا تفصیلی مطالعہ نہیں کیا۔"

"مقدور ہو تو ساتھ رکھوں تو وہ کر کو میں۔" طوطے نے دوسرا مصرعہ بھی پڑھ دیا۔

"میں فاری میں اتنا قابل نہیں ہوں کہ تمہیں پڑھا سکوں۔! جنسین کاٹوں پر ہاتھ رکھ کر بولا۔
"یہ حرا ہی پڑھا سکتا ہے لیکن میں اس سے نہیں پڑھوں گا۔"
سنگ پڑاٹل کھاتا رہا۔ اس کی حالت دیکھ کر جنسین کو ہنسی آگئی۔ سنگ سارہ کی طرف متوجہ ہو گیا اور اس سے بولا۔ "میرا ایک کام کرو۔"
"بتاؤ میں ضرور کروں گی۔"

"وہ اور اس بڑے پتھر کے قریب چڑے کا بڑا تھیلا پڑا ہوا ہے۔ اسے اٹھا لو۔"
وہ اٹھ کر بتائی ہوئی سمت میں چل گئی۔ جنسین طوطے سے کہو اس کے چار ہاتھ۔ وہ اس سے طرح طرح کے سوالات کرتا اور جوابات پر متحیر ہوتا رہا۔ اور سارہ وہ تھیلا اٹھا لائی اور سنگ کو تھماتی ہوئی بولی۔ "کیا طوطے پر فائر کرو گے؟"
"نہیں بے بی، اس تھیلے میں ریو اور نہیں ہے، ہمیں نہبتا کر دیا گیا ہے اور اسی بنا پر یہ لوگ آ رہے ہیں۔"

"لیکن تمہارے ساتھ یہ روپیہ کیوں ہے؟ تمہیں کیوں ناشتے سے روک دیا گیا۔"
"مرضی ہے ان کی، جو دل چاہتا ہے کرتے ہیں۔" سنگ نے کہا اور تھیلے میں ہاتھ ڈال کر مٹی بھر شمالی نکال کر منہ میں بھر لی۔

"ارے... یہ تو کھاس کھا رہا ہے۔" طوطا چیخ پڑا۔
اور جنسین نے سوچا کہیں اب سنگ اٹھ ہی نہ بیٹھے۔ اسے شمالی کا تجربہ ہو چکا تھا۔ طوطے سے اترتے ہی خون کے دوران کو تیز کر دیتی تھی۔ اس نے طوطے سے کہا۔ "اب تم ہمارے ہا دوست... ورنہ تمہاری خیر نہیں۔"
"کیوں خیر... کیوں نہیں؟"
"اب یہ اٹھ کھڑا ہو گا۔"
"کیا کھاس کھا کر؟"

"ہاں کچھ ایسی ہی بات ہے۔"
"اٹھ کھڑا ہونے دو، میں اس کے ہاتھ نہیں آؤں گا۔ پہلے بھی بہت کوشش کر چکا ہوں۔"
"آخر تم اس کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو...!"

"اگر یہ مجھے اپنے باپ کا نام بتا دے تو میں اسے معاف کر دوں گا۔"
"تمہیں اس کے باپ سے کیا سروکار؟"
"اس کا نام لے لے کر گالیاں دوں گا جو ایسے بد ذات کی پیداوار کا باعث بنا ہے۔"
دوسری طرف سنگ شمالی چبا چبا کر اس کا رس صق سے اتار تا رہا۔ اثر... حیرت انگیز ہوا تھا۔ سارے جسم میں گرمی دوڑ گئی تھی اور وہ فوری طور پر خاصی توانائی محسوس کرنے لگا۔۔۔۔۔
پھر ایک بیک اس نے طوطے پر چھلانگ لگائی لیکن وہ اڑ کر دور جا بیٹھا اور بولا۔ "میں تو صرف یہ دیکھنے آیا ہوں کہ تم زندہ ہو یا مر گئے۔ اب چار ہاتھ۔"
وہ پھر اڑا اور عمار کے نزدیک گوشے میں غائب ہو گیا بعد ازاں سے آیا تھا۔ سنگ بھی اسی طرف دوڑا گیا۔۔۔۔۔ لیکن وہاں پر خالی ہاتھ تھا۔ جنسین خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔
"اٹھ... تو تم اب بالکل ٹھیک ہو۔ وہ کس قسم کی کھاس تھی! سارہ نے حیرت سے پوچھا۔
"سارے چمٹے ایسے ہی چاق و چوبند ہوتے ہیں۔" جنسین بولا۔
"میں تجھے عمران کی موجودگی میں ٹھیک کروں گا۔ اور اس کی کچھ میں نہیں آنے کا کہ کس طرح تیری جان بچائے۔"

"ابھی نہت لو۔" جنسین تنہے پھلا کر بولا۔
"نہیں، ابھی نہیں، ورنہ بیچ تو میرے ہاتھوں مارا جائے گا۔"
"نہیں، نہیں... تم دونوں بھگڑا مت کرو۔" سارہ ان کے درمیان آتی ہوئی بولی۔
رینا جنسین کا بازو پکڑ کر دوسری طرف ہٹانے لگی تھی۔
"تم آخر جین سے کیوں نہیں بیٹھتے؟" اس نے کہا۔
"اس کی شکل دیکھتے ہی قصہ آجاتا ہے۔" جنسین نے کہا۔
"لیکن تمہیں اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ تمہارے پاس کا کیا روپیہ ہے؟"
جنسین کچھ نہ بولا۔

"یہ طوطا میری کچھ میں نہیں آیا۔" رینا نے کہا۔
"کچھ میں تو میری بھی نہیں آتا، کیونکہ طوطے اتنی ہی بول سکتے ہیں جتنا انہیں رٹا دیا جاتا ہے۔ ہاتھ نہ گھٹکھ نہیں کرتے۔ قصے کہانیوں کی بات ہے۔"

اسے میں عمران اور جوزف وائیں آگئے۔۔۔ ان کے پاس خاصی مقدار میں یا کو تھے۔ سنگ کو اس حال میں دیکھ کر متحیر رہ گئے۔

”اب تم بات نہ بڑھانا۔“ رینا نے جنمسن سے کہا۔ وہ کچھ نہ بولا۔

”اوہ۔۔۔ یہ تو میرے دھیان ہی میں نہیں آئی تھی۔“ جوزف نے متحفظہ لہجے میں کہا۔

”چلو۔۔۔ ناشتے کی میز پر۔“ عمران نے ہلک لگائی۔

”میں ان بچوں کو نہیں کھا سکتا۔“ سنگ نے کہا۔

”چلو کھاؤ۔۔۔ وہ محض اتفاق تھا۔“

وہ بلا کوڑوں کے ڈھیر کے گرد بیٹھ گئے اور رینا، عمران کو اس حیرت انگیز طوئے سے متعلق بتانے لگی۔ سنگ ان سے بہت دور جا بیٹھا تھا۔

”تو وہ جوت نہیں بولا تھا۔“ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ ”اگر یہاں ایسی کوئی حیرت انگیز چیز نظر آئے تو اس سے دور ہی رہنا۔“

”ہم کیا کر سکیں گے۔“ رینا نے مایوسی سے کہا۔۔۔ پھر اس نے عمران کو اس وارننگ سے آگاہ کیا جو سنگ ہی نے جنمسن کو دی تھی۔

”تم ہار نہیں آؤ گے؟“ عمران جنمسن کو گھورتا ہوا بولا۔

جنمسن سر جھکانے لگا کو کھاتا رہا۔ ”یقین کرو، جنمسن معلوم بھی نہ ہو سکے گا کہ کب تمہاری کس رنگ۔ رنرپ لگی اور تم ختم ہو گئے۔ اس سے اس طرح متاثر ہو جیسے اندھیرے راستوں کے

مسافر سانپوں کا دھیان رکھتے ہیں۔“

”سانپ کا سر ہی کیوں نہ کھل دیا جائے؟“

”فی الحال وہ سیلاب کا سانپ ہے اور ہم دونوں ہی اپنی اپنی زندگیاں بچانے کی فکر میں ہیں۔“

”یہ سنو، اب میں اس سے نہیں الجھوں گا لیکن آپ بھی تو چٹکیاں لیتے رہتے ہیں۔“

”اور پوری طرح ہوشیار رہتا ہوں۔“ عمران نے کہا۔

تھوڑی دیر بعد وہ سنگ کے قریب بیٹھا نظر آیا اور اس سے کہہ رہا تھا۔ ”اب نہ کہہ کر چاہئے۔“

”ضرور کرو۔“ سنگ نے لاپرواہی سے کہا۔

”جنمسن کم از کم اس جگہ کا جائزہ لیتا چاہئے تھا جہاں طوطا غائب ہوا تھا۔“

”میں سب کچھ دیکھ چکا ہوں۔ ان کی اس کمین گاہ سے بھی واقف ہوں جو انہوں نے اس پہاڑ میں بناد رکھی ہے لیکن اس سے کیا ہوتا ہے۔۔۔ مجھے تو قہر میسا پر ہاتھ ڈالنا ہے۔“

”لیکن میرا مشن کچھ اور ہے۔“ عمران نے کہا۔

”مجھے تمہارے مشن سے کیا تہ ردی ہو سکتی ہے؟“

”یہ بھی ٹھیک ہے۔“ عمران سر ہلا کر بولا۔ ”تو پھر میرا تمہارا کیا ساتھ؟“

”تمہاری مرضی۔“ سنگ نے شانے سکڑے۔ چند لمبے کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ لیکن علیحدہ ہونے سے قبل ہمیں اس پر متفق ہونا پڑے گا۔ یہاں اس جنگل میں ہمارے درمیان کوئی جھگڑا

نہیں ہے۔“

”ارے تو کیا جنمسن میرے اس فیصلے کی اطلاع ابھی تک نہیں ملی۔“ عمران نے حیرت سے کہا۔ ”علاوہ ازیں جنمسن اس کا علم اسی وقت ہو جاتا چاہئے تھا جب تم بالکل بے دست و پا پڑے ہوئے

تھے اور میں نے تمہارا ٹینٹا نہیں دبا دیا تھا۔“

”ہاں، ہاں، ٹھیک ہے لیکن سارہ میرے ہی ساتھ رہے گی۔“

”اس کا فیصلہ میں نہیں کر سکتا، رینا کرے گی۔۔۔ کیونکہ سارہ خود بھی اس کا فیصلہ نہیں کر سکتی۔“

”کیا مطلب؟“

”وہ رینا کے چارچ میں ہے۔“

”یہ دونوں ہیں کون؟“

”فرانچ سیکریٹ سروس سے متعلق ہیں اور ان کا پورا گروپ میرے چارچ میں دیا گیا تھا۔“

”نکل آئی نا جھگڑے والی بات؟“

”یہ مسئلہ اسی جنگل میں پیدا ہوا ہے چچا، اس لئے مجبوری ہے۔“

”یعنی تم جھگڑا کرو گے؟“

”حتی الامکان یہی کوشش ہوگی کہ جھگڑا نہ ہو۔“

"اگر سارہ میرے ساتھ رہنے پر مصر ہوئی تو؟"

"میں کہہ چکا ہوں کہ رینا کی موجودگی میں وہ اتنی با اختیار نہیں ہے۔"

"خیر... خیر... دیکھا جائے گا۔"

"ایک بات بتا دوں۔" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "اگر رینا کو کوئی گزند پہنچا تو پھر اعلان جنگ"

کھجی۔"

"اے تو کیا میں تجھ سے ڈرتا ہوں۔"

"اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ میں کون ہوں؟" عمران پائیں آنکھ دبا کر مسکرایا۔

"سارہ بے بی...۔" سنگ نے سارہ کو آواز دی اور وہ دوڑی آئی۔

"ہم یہاں سے علیحدہ ہو رہے ہیں، تم کس کے ساتھ رہنا پسند کرو گی؟" سنگ نے اس سے

پوچھا۔

"کس سے علیحدہ ہو رہے ہو؟"

"تم رینا کی پابند ہو اور وہ میرے ساتھ ہے۔" عمران بولا۔

سارہ نے مڑ کر رینا کی طرف دیکھا۔ وہ دور کھڑی انہیں دیکھے جا رہی تھی۔ عمران نے اسے

اشارے سے قریب بلایا اور بولا۔ "گوریٹے کا خیال ہے کہ وہ سارہ کو اپنے ساتھ لے جائے گا۔"

"یہ ناممکن ہے۔" رینا نے سخت لہجے میں کہا۔

"سارہ بے بی، میں تمہارا فیصلہ سننا چاہتا ہوں۔" سنگ بولا۔

لیکن اس کے کچھ بولنے سے قبل ہماری قدموں کی چاپ سنائی دی اور وہ چونک کر مار کے

وہانے کی طرف متوجہ ہو گئے۔

وہی تینوں مسلح سفید قام آدمی پھر دکھائی دیے۔ ریو اور ہاتھوں میں تھے۔ ایک نے اسے

بڑھ کر کہا۔ "اب یہ دونوں ہمارے ساتھ جائیں گی۔"

"اب بتاؤ کیجئے؟" سنگ نے اردو میں کہا۔

"صرف یہی دونوں کیوں؟ ہم بھی کیوں نہیں؟" عمران نے سفید قام آدمی سے سوال کیا۔

"تمہارا بھی وقت آئے گا۔"

"لیکن تم انہیں اس طرح نہیں لے جا سکو گے جس طرح ان تینوں کو لے گئے تھے۔"

"اگر کسی نے دخل اندازی کی کو شش کی تو مارا جائے گا۔"

"میں دخل اندازی کروں گا۔" سنگ اٹھتا ہوا بولا۔

"تم تیار ہو، چپ چاپ بیٹھ جاؤ۔"

"میں کہتا ہوں اگر تم تینوں زخمی رہنا چاہتے ہو تو چپ چاپ واپس چلے جاؤ۔ میں نہایت تم تینوں

کے لئے کافی ہوں۔"

تینوں نے اس طرح ایک دوسرے کی طرف دیکھا جیسے کوئی غیر متوقع بات ہو گئی ہو۔

"میں سمجھتا ہوں۔" سنگ سر ہلا کر بولا۔ "واپس جاؤ اور مجھے مار ڈالنے کی اجازت حاصل

کرو۔ اس سے پہلے یہ ناممکن ہے۔"

سارہ حیرت سے آنکھیں پھلائے سنگ کو دیکھے جا رہی تھی۔ سنگ نے ان تینوں سے پھر

کہا۔ "اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں ہے۔ میں ضرور دخل اندازی کروں گا۔ اس لئے واپس

جاؤ اور بدلتے ہوئے حالات کے تحت دوسرے امکانات حاصل کرو۔"

وہ کچھ نہ بولے...۔ جنمسن اور جوزف جہاں تھے وہیں بیٹھے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔

دفتراؤ تینوں مڑ کر باہر نکل گئے اور سنگ نے کہا۔ "اب جو تدبیر کرنی ہے کر لو...!"

جوزف اٹھ کر عمران کے پاس آیا۔ "اب کیا کہتے ہو باس؟" جنمسن پہلے ہی ان کا صفایا کر دینا

چاہتے تھا۔ اگر وہ تینوں ریو اور ہاتھ کے ساتھ آگئے ہوتے۔"

"یہ اتنا آسان مسئلہ نہیں ہے۔" سنگ بولا۔ "تین ریو اور اور چند کار تو اس سے تم کیا

کر لیتے۔"

"تم کیا سوچ رہے ہو؟" عمران نے سنگ سے پوچھا۔

"میں کیا سوچوں گا، جب تک تمہاریا نہ چاہے مجھے کوئی ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا۔"

"اور اگر اب اس نے اپنے فیصلے میں تبدیلی کی تو...!"

"دیکھا جائے گا۔ میں بروقت فیصلہ کر سکتا ہوں۔"

"میں بھی اس معاملے میں تم سے مختلف نہیں ہوں۔"

"بس تو پھر ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھئے۔" جنمسن طویل سانس لے کر بولا۔

"لیکن یہ کس طرح ممکن ہے؟" رینا بول پڑی۔ "کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی پڑے گا۔"

"سوچتی رہو...." سنگ نے اسامند بنا کر بولا۔ "میں جنگل میں کہیں بھی قہر سیا کی نظروں سے اوچل نہیں ہو سکا۔ یہ طوطا جو تم ابھی دیکھ چکی ہو محض مذاق نہیں ہے اور نہ اس کا اصل مقصد چھیڑ چھاڑ ہے۔ یہ اس وقت نمودار ہوا تھا جب میں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ قہر سیا کے کتے میرا سراغ کھوپتے ہیں اور میں پوری طرح اس کی نظروں سے اوچل ہو چکا تھا لیکن طوطا میری کہیں گاہ میں پہنچا تھا اور میرا نام لے لے کر پکارنے لگا تھا۔ میری جگہ اگر جنسن جیسے کیڑے مکوڑے ہوتے تو اس حال کو دیکھنے کے بعد خود کشی کر لیتے۔"

"دیکھئے، دیکھئے...." جنسن بھنا کر بولا۔ "آپ اسے کچھ نہیں کہہ رہے۔"

عمران اسے گھور کر رہ گیا۔ لیکن سنگ بولا۔ "جب میں خود کو بے دست دیا محسوس کر رہا تھا۔ اس وقت تمہیں مجھ پر رحم نہیں آیا تھا۔ اب میں تمہیں خود کشی پر مجبور کر دوں گا۔"

"اچھی بات ہے، میں بھی دیکھوں گا۔" جنسن آنکھیں نکال کر بولا۔

جوزف نے اس کا شانہ تھپک کر آہستہ سے کہا۔ "اپنا دماغ ٹھنڈا رکھو مسٹر ورن۔ یہ واقعی تمہیں خود کشی پر مجبور کر دے گا۔"

"اب میں اسے ماری ڈالوں گا۔" جنسن دانت نہیں کر آہستہ سے بولا۔ "میرا رقیب بھی یہی کیا ہے آخر۔"

"اس پکر میں تو بالکل ہی مت پرنا۔ تم اسے اتنا نہیں جانتے جتنا میں جانتا ہوں۔ ہاں لگا۔ اس کے معاملے میں بے حد محتاط رہے ہیں۔"

"خواہ خواہ کا ہوا بتا رکھا ہے۔ میں تمہیں دکھاؤں گا۔ اگر چہ نئی کی طرح مسل کرتا رکھ دوں تو نام بدل دیتا۔"

"اے مسٹر، پھر کہتا ہوں، دماغ ٹھنڈا رکھو۔ تم ہاں سے زیادہ ہوشیار نہیں ہو۔"

"عورتوں کی وجہ سے ان کی عقل پکرا گئی ہے۔"

"مت بکواس کرو.... وہ اس مٹی کے نہیں بنے۔"

"خیر.... خیر دیکھ ہی لیں گے۔"

اچانک غار کے اسی تاریک گوشے سے گہرے دھوئیں کا ایک دھواں آیا جس میں ہلکا سا طوطا گم ہوا تھا اور اب اس دھوئیں میں صرف کھانسیوں کی آواز گونج رہی تھی۔ دھوئیں

انسانیت اتنی بڑھ گئی تھی کہ وہ ایک دوسرے کو کچھ بھی نہیں کہتے تھے۔ عمران کھانسی ہوا محض اندازے سے غار کے دھانے کی طرف بڑھنے کی کوشش کرنے لگا لیکن دو چار قدم سے زیادہ نہ چل سکا۔ لڑکھڑایا اور ڈھیر ہو گیا۔



جنسن کی آنکھ کھلی تو سب سے پہلے سبز رنگ کی دھند آنکھوں کے سامنے چھائی ہوئی تھی۔ دھند لگتا تھا جیسے اس نے کسی سو رنگ بال میں غوطہ لگا کر پانی کے اندر آنکھیں کھول دی ہوں۔ پھر کھار کی آواز سماعت سے نکلانی تھی اور وہ دونوں ہاتھوں سے آنکھیں مٹا ہوا اٹھ بیٹھا۔ غار کے شور کی سطح پر دھند چھنے لگی تھی۔ اسے غار کا دھواں یاد آیا جس کے بعد سے یادداشت کا صفحہ بالکل سادہ تھا۔

اس نے آنکھیں کھول دیں اور بو کھائے ہوئے انداز میں چاروں طرف دیکھنے لگا۔ کمرے کی دیواروں اور چھت کا رنگ سبز تھا اور وہ خود جدید طرز کے آرام دہ میسر پر بیٹھا ہوا تھا۔ کمرے میں روشنی روشنی بھی موجود تھی۔

"استاد محترم۔" دفعتاً کسی نے کہا اور وہ چونک کر تیزی سے آواز کی جانب مڑا۔ ایک گوشے میں رکھی ہوئی بک شیلٹ پر وہی طوطا بیٹھا نظر آیا۔ اس کے سامنے ایک موٹی سی کتاب کھلی ہوئی تھی۔ "کیا آپ نے مجھ سے کچھ فرمایا جناب عالی؟" جنسن نے بڑے ادب سے پوچھا۔

"جی ہاں۔" طوطے نے جواب دیا۔ "ہر چند کہ آپ نے مجھے فارسی کا ایک لفظ بھی نہیں سنا لیکن میں نے آپ کو استاد تسلیم کر لیا ہے۔"

"بہت بہت شکریہ،" دہلے عرض کروں کہ مجھے اردو بھی ٹھیک سے نہیں آتی۔ آپ کو کیا پڑھاؤں گا؟"

"مجھے علم ہے کہ آپ نے انگلستان میں آنکھیں کھولی تھیں۔"

"لیکن مجھے کہنے دیجئے کہ آپ طوطے ہو کر اتنے زیادہ مست عالم ہیں کہ آپ کو جس العلماء کو پڑھانی چاہتا ہے۔"

"کوئی اور پڑھاتا ہے۔ میری زبان نہ سمجھو۔" طوطے نے تنکنا کر کہا۔

"بڑھنے دو، میں تمہیں دوبارہ ڈاڑھی میں دیکھنا چاہتی ہوں۔۔۔ ابھی لگتی ہے تمہارے چہرے پر۔"

"آپ کو کیا معلوم، میں تو عمر بھر ڈاڑھی سے محروم ہو چکا ہوں۔"

"تصور دیکھی تھی میں نے۔"

"طوطا کہاں ہے؟"

"نہیں ہوگا، آزاد رہتا ہے۔"

"مجھے بہت پسند ہے۔" جسمن نے کہا۔ چند لمبے کچھ سوچتا رہا پھر بولا "میں اپنے ساتھیوں کے بارے میں تشویش میں مبتلا ہوں۔"

"تمہیں اب مزدوروں سے کوئی دلچسپی نہیں ہونی چاہئے۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"ناشتے کے بعد سمجھا دوں گی۔" عورت بولی "ویسے بہتر یہی ہے کہ تمہارے ساتھی اپنی بقیہ زندگیاں بیٹیں گزار دیں۔"

"میں نہیں سمجھا کہ تم کیا کہنا چاہتی ہو؟"

"واقعی تم بہت بد اخلاق معلوم ہوتے ہو، تم نے ابھی تک میرا نام بھی نہیں پوچھا ہے۔"

"خوبصورت عورت کا کوئی نام نہیں ہوتا۔۔۔ بس وہ ایک خوبصورت عورت ہوتی ہے۔"

"میرا نام میریلین ہے۔۔۔ تم مجھے میرا کہہ سکتے ہو۔"

"میں تو تمہیں روز کہوں گا۔ کیسا کھلا ہوا چہرہ ہے۔"

"شکریہ، ہاں تو میں یہ کہہ رہی تھی کہ تم لوگوں کے ساتھ ایک آدمی چھپو ورنہ بھی تھا۔"

"ہاں تھا تو؟" جسمن اسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔

"وہ کسی طرح ہمارے قبضے سے نکل کر شہر کی آبادی میں پھیل گیا ہے اور تمہارے پاس ملے مران کے خلاف وہ طوفان اٹھایا ہے کہ تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔"

"وہ تو میرے پاس نے پہلے ہی کہہ دیا تھا۔"

"بہر حال اس کا پورا شدہ رد عمل ہوا ہے۔"

"کیسا رد عمل؟"

"ساری دنیا میں تمہارا ملک بدنام ہو گیا ہے۔ نشر و اشاعت کے ادارے ٹیکرٹ ایجنٹ ملی مران کو ذلیل ایجنٹ قرار دے رہے ہیں اور تنزانیہ میں تمہارے دوسرے ساتھیوں کی تلاش جاری ہے۔"

"میرا پاس اس پر قہقہہ لگائے گا۔ دل کھول کر بیٹھے گا۔"

"پچھلے دن دو جاسوس علیا سے جن میں پائلٹ نہیں تھے۔ چلو کر دیئے گئے۔" عورت نے موضوع بدل دیا۔

"قومی ایئر لائنز میں میریلین، تم لوگ، ناگنل، تنزیر ہو۔"

"یقیناً اس یونٹ پر پرندہ پر نہیں مار سکتا۔"

"اگر انہوں نے زمین پر مار کرنے والے راکٹوں کی پوچھا کر دی تو؟"

"وہ بھی یہاں تک پہنچنے سے قبل ہی جہ ہو جائیں گے۔ یہی نہیں بلکہ وہ اٹائے بھی جاسکتے ہیں اور تنزانیہ کی بستیاں انہی سے تباہ کی جاسکتی ہیں۔"

"کہیں وہ ایسی حماقت کریں نہ بیٹھیں۔" جسمن آہستہ سے بڑبڑایا۔

"ہم چاہتے ہیں کہ ان کی حماقتیں جاری رہیں۔ اس طرح ہمیں اپنی مختلف ایماوات کی آزمائش کے مواقع ملتے رہیں گے۔"

"اب یہ بتاؤ کہ مجھے غریب پر کس قسم کا تجربہ کیا جانے والا ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ تمہیں اس یونٹ کا گورنر مقرر کیا جائے گا اور مجھے تمہاری ٹیکرٹری کے ارائض انجام دینے پڑیں گے۔"

"جسمن ناشتہ کر چکا تھا اس نے ریٹا اور سارا کی بھی خیریت دریافت کی لیکن ان کے بارے میں میریلین کچھ نہ بتا سکی۔ پھر وہ جسمن کو ایک بڑے کمرے میں لائی جہاں کیمپرز جسم کی کئی ٹیمیں نصب تھیں۔"

اس نے ایک مشین کے قریب جا کر کیے بعد دیگرے متعدد بین دبانے اور اسی مشین سے ایک ایک اسکرین روشن ہو گیا۔ پھر ایک بین دبانے سے اسکرین پر کہیں کا منظر ابھر اٹھا۔ سیاہ فام ہم برہنہ آدمیوں کی بھیڑ نظر آئی۔ انہوں نے گھاس کی گھٹکھڑیاں پہن رکھی تھیں اور اڑھان سے اسے بڑے پتھر لٹکھا رہے تھے۔۔۔ میریلین نے ایک اور بین دبانے اسکرین پر اسی بھیڑ کے ایک

موصول جسے کاکلوز آپ نظر آنے لگا اور جنمسن نے عمران کو صاف پہچان لیا۔ اس کے قریب ہی جوزف بھی موجود تھا اور دونوں ایک بڑے پتھر کو حلالان سے لڑھکانے کی کوشش کر رہے تھے۔ جنمسن نے طویل سانس لی اور میریلین نے غصے سے کہہ کر کہا۔ "اپنے قدم سے اونچی باتیں کرنے کا یہی انجام ہوتا ہے۔"

جنمسن کچھ نہ بولا۔ دل تو یہی چاہا تھا کہ اس خوبصورت عورت کا گلا گھونٹ دے۔

"تم چاہو تو ان کی آواز بھی سن سکتے ہو۔" میریلین بولی۔

"ضرور چاہوں گا۔"

میریلین نے ایک اور جن دہایا اور عجیب طرح کی آوازیں کمرے میں گونجنے لگیں۔ یہ شور کچھ کم ہوا تو اس نے عمران کی آواز سنی وہ جوزف سے کہہ رہا تھا۔ "پتھر بھاری ہے لیکن میں اس کا چھپنا نہیں چھوڑ سکتا۔"

"بہت بڑے پھنسے ہو پاس۔" جوزف کہتا ہوا سنا گیا۔

"جدلی کے لئے کیا برائی ہے۔ کچھ دن یوں ہی سکی۔ مجھے تو بڑا مزہ آرہا ہے۔" عمران نے کہا۔

"ساری چٹالی ختم ہو گئی۔ ورنہ مجھے بھی مزہ آتا۔"

پتھر اپنی جگہ سے جنبش کر چکا تھا۔ پھر لڑھکانا ہوا شیب میں جانے لگا۔

ادھر میریلین نے پھر کچھ جن دہائے اور اسکرین تاریک ہو گیا۔ جنمسن خاموش ہو گیا۔ ان دونوں کو بھی دوسروں ہی کی طرح نیم برہہ دیکھا تھا۔ انہوں نے بھی گھاس کی گھنٹھوں پر پھن رہے تھے جن کی لمبائی کمرے کے انگوٹھ کے نصف سے تک تھی۔

"تم کچھ اداں ہو گئے ہو؟" میریلین نے جنمسن کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"کیا یہ غیر فطری ہے؟" وہ صرف ہمارا پاس ہی نہیں بلکہ ہمارا محبوب بھی ہے۔ ہم میں سے ایک ہر وقت اس کے لئے جان دینے کو تیار رہتا ہے۔"

"یہ تم مجھ سے کہہ رہے ہو۔ میں جو تمہیں گورنر بن جانے کی خوش خبری سنائی ہوں۔"

"بے بس ہو گئے ہیں۔ پیاسے گورنر بننا، پیاسے مزدور، کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہ مزدور بھی خوش ہو رہے ہیں کہ زندگی میں جدلی ہو گئی ہے لیکن میں دل گرفتہ ہوں۔ سبک ہی کا کیا مشورہ؟" اس کا شہر بھی اسی کی پسند کے مطابق ہو گا۔

"میں نہیں سمجھا۔"

"فی الحال ایک درجن سیاہ جام عورتیں اس کی خدمت پر مامور کر دی گئی ہیں۔ اور وہ ہمارے ٹی وی کمروں کی رینج میں نہیں ہیں۔ ہم اپنے دشمنوں کی پسند کا بہت خیال رکھتے ہیں۔"

"یہ میری پسند ہے۔" جنمسن نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔

"یقیناً ہے۔ کیا تم نے اپنے اصل پاس ظفر الملک کو پورائی نسیں کہہ کر مخاطب کرتے وقت کبھی نہیں سوچا کہ کاش تمہاری جگہ وہ ہوتا۔"

"اس قسم کے ہوائی قلعے بنانا میرے لئے فطری امر ہے۔"

"بس تو پھر اب تم پورائی کسی نسیں کھاؤ گے۔"

جنمسن لمبی سانس کھینچ کر رہ گیا۔ اس کی کچھ میں نہیں آرہا تھا کہ حقیقتاً اس کا کیا مشر ہونے والا ہے۔



سورج غروب ہو رہا تھا۔ دفعتاً ایک حیرت انگیز قسم کی سبلی فضا میں گونجی اور کام کرنے والوں نے اپنے ہاتھ روک لئے۔ ان میں سے ہرگز سے بے دم ہو کر زمین پر گر پڑے تھے۔ ان سے تھوڑے ہی فاصلے پر زیر زمین کمرے دونوں ہاتھ رکھے کھڑا نہیں اس طرح دیکھے جا رہا تھا جیسے ان کی معمولی سی خطا پر بھی چشم پوشی کو تیار نہ ہو۔

وہ جو گر گئے تھے۔ انہیں دوسروں نے اٹھایا اور پھر وہ سب کئی لائنوں میں زیر زمین کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ زیر زمین اسی طرح اکڑا ہوا کھڑا تھا۔

دفعتاً انہوں نے جھک کر اُسے تعظیم دی لیکن عمران اور جوزف اسی طرح کھڑے رہے۔

زیر زمین نے انہیں بھی جھکنے کا اشارہ کیا لیکن عمران نے انکار میں سر ہلا دیا۔ دوسرے مزدور لائنوں کو برقرار رکھے ہوئے شیب میں اترنے لگے تھے۔ عمران اور جوزف جہاں تھے وہیں کھڑے رہے۔ زیر زمین بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلا تھا اور قبر آلود آنکھوں سے انہیں گھورے جا رہا تھا۔ اچانک اس نے انگلیں میں کہا۔ "تم دونوں مجھے تعظیم دینے بغیر یہاں سے نہیں جاسکتے۔"

جوزف ہونٹوں کی طرح عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

"اس میں کیا رکھا ہے ہم تعلیم بھی دے دیں گے لیکن میں تم سے بات کرتا چاہتا تھا۔" عمران نے کہا۔

"مجھ سے کیا بات کرنا چاہتے تھے؟"

"کوئی تو بات کرنے کیلئے۔ یہ لوگ تو نہ ہماری سمجھتے ہیں اور نہ ہم ان کی سمجھ پاتے ہیں۔"

"یہاں باتیں نہیں ہوتیں، کام ہوتا ہے۔" زبیر امین فرمایا۔

"دراصل ہم اپنی شکایات تم تک پہنچانا چاہتے تھے۔"

"کیسی شکایات؟"

"ہمارے ساتھ دو عورتیں بھی تھیں۔ ہم عورتوں کے بغیر نہیں رہ سکتے۔ لہذا انہیں

ہمارے پاس پہنچا دیا جائے۔"

"مزدوروں کے کیمپ میں کوئی عورت کسی کی ملکیت نہیں ہے۔ جو عورت تمہارے ساتھ

رہنا چاہے اسے رکھ سکتے ہو۔"

"ہم تو اپنی عورتیں چاہتے ہیں۔"

"تمہارا کیا یہاں عورتوں کے لئے ملکیت کا کوئی تصور نہیں ہے۔ تمہاری عورتوں نے جس

کے ساتھ رہنا پسند کیا ہوگا، وہ چڑی ہوں گی۔"

"یعنی اب وہ ہماری عورتیں نہیں رہیں؟"

"جیسا بات ہے، چلو تعلیم کرو اور بھاگ جاؤ۔"

عمران کو بھٹکتے دیکھ کر جوزف بھی جھکا اور وہ دونوں ڈھلان سے اترنے لگے۔ نیچے پہنچ کر

انہیں اونچی اونچی گھاس کے درمیان بنائے ہوئے راستے سے گزرتا ہوا اور ہلا خروہ اس جگہ پہنچنے کے

جہاں لا تعداد چوس کی جھونپڑیاں بنی ہوئی تھیں۔

یہاں ابھی سے اتنا اندھیرا پھیل گیا تھا کہ جگہ جگہ چربی سے چلنے والی مشعلیں روشن کر دی

گئی تھیں جن کی بدبو دماغ مڑائے دے رہی تھی۔ وہ دونوں اس جھونپڑی میں داخل ہوئے جس

میں غار والے دھوئیں سے بیہوش ہو جانے کے بعد ان کی آنکھیں کھل گئی تھیں اور وہ اسی عالم

میں ہوش میں آئے تھے۔ یعنی اپنے لباس کی بجائے گھاس کی کھٹکھریاں پہن رکھی تھیں اور گھاس

ہی کے بستر پر پڑے ہوئے تھے اور میٹوں سے انہیں کام پر لے جایا گیا تھا۔ جوزف گھاس کے بحر

میں نہ کر پاتے تھے۔ اس مشقت کو آج پہلا ہی دن تھا۔ وہ تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھے رہے پھر

جوزف بولا۔ "ہم تو یہی سمجھتے رہے تھے کہ گوشت کی کمی آری زبیر امین بنائے جاتے ہیں۔ لیکن یہ معاملہ

کچھ میں نہیں آیا۔"

"اور لکچے سے افریقہ بھی نہیں معلوم ہوتا تھا۔" عمران نے کہا۔

"کھانے کی کیا رہے گی پاس؟"

"خدا جانے.... ہو سکتا ہے کسی وقت کھانے کی گھنٹی بجے اور لائن میں لگ کر روٹیاں وصول

کرنی پڑیں۔"

"مجھے اپنی کوئی فکر نہیں ہے پاس، لیکن تم آخر کیا کرو گے؟"

"وہی جو سب کر رہے ہیں۔ میں تیرے لکچے میں مایوسی کی جھٹکیاں پارہا ہوں۔ یہ اچھی بات

نہیں ہے۔"

"متمالی پاس.... اگر متمالی مل جاتی تو تم مجھے دیکھتے۔"

"اچھا، اچھا.... دیکھا جائے گا۔ تو بھی جھونپڑی کے باہر مشعل روشن کر دے اور ہاں کیا

خیال ہے یہ سارے مزدور وادھری ہی ہیں؟"

"یقیناً پاس۔ ان میں سے ایک بھی باہر کا نہیں معلوم ہوتا۔"

"ہوں.... اچھا.... مشعل روشن کر دو۔"

کئی مشعلیں باہر رکھی ہوئی تھیں۔ روزمرہ کی ضرورت کی چیزیں انہیں پہلے ہی جھونپڑی

میں رکھی ہوئی ملی تھیں۔ ان ہی میں ماچس بھی تھی۔

جوزف نے مشعل روشن کر دی اور باہر ہی نرک کر چادروں طرف دیکھنے لگا۔ دور تک

واڈھری قبائلیوں نے کھانا پکانے کے لئے جگہ جگہ آگ جلا رکھی تھی۔ وہ جلدی سے اندر پلٹ آیا

اور بو کھائے ہوئے انداز میں بولا۔ "وہ تو اپنا اپنا کھانا پکا رہے ہیں پاس.... اور ہمارے پاس کچھ بھی

نہیں ہے۔"

"خوش قسمتی ہے ہماری کہ ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ورنہ ہوتا تو ہاتھی یا ککڑ بکڑ کا گوشت۔"

جوزف خاموش رہا۔

"مچا نہیں جنمیں اور سنگ ہی پر کیا گزری؟" عمران نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ جوزف شانے

سکوڑ کر رہ گیا۔ پھر منہ پھاڑ کر جھانکی لی۔ اس کی آنکھوں سے پانی بہہ رہا تھا۔
 ”تیری حالت افسوس ناک ہے۔“ عمران اسے گھورتا ہوا بولا۔ ”لیکن میں اس مسئلے میں کچھ بھی کیا سکتا ہوں؟“

”تمہارا دل بہت بہت اچھا ہے باس کہ اس نے تمہیں اس سے بچائے رکھا ہے۔“
 ”ماننے کی بات ہے پیارے۔۔۔ یسوع مسیح نے تو گوشت تک کھانے کی ممانعت کر دی تھی۔۔۔ مگر تم یسوع کا کہنا ٹال گئے اس کا جشن میلاد شراب کی بوتلیں کھول کر مناتے ہو۔“
 دفعتاً جوزف دھاڑیں مار مار کر رونے لگا۔

”پوری بات سن۔“ عمران اس کی پشت پر زور دار ہاتھ بٹا کر بولا۔ ”ہم میں سے بھی بہترے اپنے آقا کا حکم نہیں ماننے، علاتیہ پیچے ہیں۔“
 ”میں تمہارے طور پر نہیں رویا۔۔۔ اس پر رویا ہوں کہ وہ ہمارے لئے سولی پر چڑھ گیا لیکن ہم اس کا کہنا نہیں مانتے۔“

”روئے جا۔۔۔ ابھی اچانک کہیں سے ایک بوسہ فیک پڑے تو خدا کا حکم یہ ادا کرے گا۔“
 ”ہائے میں کیا کروں باس؟“ جوزف دونوں ہاتھوں سے سینہ پیٹ کر بلبلا اٹھا۔
 ”مہر کر اور پپ ہو جا۔“
 ”بھائی کو تو نہیں منع کیا تھا اس نے۔“

”آگیا تارلوپ۔۔۔ اسے تجھے شراب کی فرقت زلزلہ ہی ہے۔“
 جوزف روتا رہا اور عمران منہ بٹائے بیٹھا رہا جیسے نادانستگی میں صابن کھا گیا ہو۔
 دفعتاً باہر تیز قسم کی روشنی دکھائی دی۔ غالباً سورج اٹھ چکی۔ دونوں اسی طرف متوجہ ہو گئے۔ پھر کئی بھاری قدموں کی آوازیں آئی تھیں۔

تین باوردی اور مسلح آدمی جھونپڑے کے سامنے ٹوک گئے۔ ایک کے ہاتھ میں باسکٹ بال کی رسی تھی اور خامی وزنی معلوم ہوتی تھی۔
 ”باہر آؤ۔۔۔“ اس نے حکمانہ لہجے میں کہا۔
 ”تم دیکھو۔۔۔“ عمران جوزف سے بولا۔

جوزف باہر نکلا۔ باسکٹ اسے تھما کر وہ تینوں بائیں جانب بڑھتے چلے گئے۔ جوزف ہوا بھرا

کی طرح مت اٹھائے کھڑا رہا۔
 ”کب تک یو نمی کھڑا رہے گا؟“ عمران اندر سے بولا۔ جوزف چونک پڑا اور اندر آکر باسکٹ پکڑا دی۔۔۔ اور باہر سے مشعل اٹھا لیا۔ باسکٹ میں اوپر ہی ایک لٹاف رکھا ہوا تھا۔۔۔ عمران نے اسے اٹھا لیا۔ اس پر اسی کا نام تحریر تھا۔ لٹاف چاک کر کے پڑا اٹھا۔ سر تائے پر نظامت زیر ولینڈ کا مونو گرام تھا جس کے نیچے ”گورنریونٹ نمبر گیارہ“ چھپا ہوا تھا۔۔۔ اور پھر تحریر تھی۔
 ”گورنر جنسین بٹنی کی طرف سے ملی عمران کے نام۔۔۔ آپکو آگاہ کیا جاتا ہے کہ یونٹ نمبر گیارہ کے حاضر گورنر کی حیثیت سے میں آپ کو خصوصی مراعات دے رہا ہوں۔۔۔ آپ کے لئے آپ کے معیار کا کھانا میا کیا جائے گا۔ گوشت ذبیحہ ہے۔ مرغیاں میں نے خود ذبح کی تھیں۔ ہر چہ کہ یہاں شراب ممنوع ہے لیکن آپ کے ملازم جوزف کے لئے ایک بوسہ ملواری دی جا رہی ہے۔“

فقط
 جنسین بٹنی

”گورنر آف یونٹ نمبر گیارہ“
 عمران نے خط جوزف کی طرف بڑھا دیا جسے وہ خیریت سے آنکھیں پھلائے دیکھتا رہا پھر بولا۔
 ”آخر یہ نیک دل بٹنی کون ہے باس؟“
 ”تم جانتے ہو؟“

”نہیں باس، جانتا ہوتا تو تم سے کیوں پوچھتا؟“

”نہن کے باپ کا نام بٹانی تھا۔“

”نہیں“ جوزف اچھل پڑا۔

”ہاں ہاں۔۔۔ بٹانی سے بٹنی کر دیا گیا ہے۔۔۔ جنسین کی مناسبت سے۔“

”اور وہ بٹنی کہ اپنا جنسین گورنر بنا دیا گیا ہے۔“

”ایسا ہی کچھ معلوم ہوتا ہے۔ خیر تم باسکٹ سے کھانا کھاؤ۔۔۔ ورنہ کوئی سیاہ چھیلی گوشت کی دھڑی آئے گی۔“

”مگر یہ تو سر اسر زیادتی ہے باس۔ بلکہ نا انصافی ہے کہ آئینہ تو محدود رہی کرے اور اس کا

ماتحت گور نہ بنا دیا جائے۔

”وہ مجھ سے اسی طرح پھیز چھاڑ کرتی ہے۔“

کھانے سے فارغ ہو کر وہ گھاس کے بستر پر لیٹ گئے تھے اور جوزف شراب کی بوتل کو پیچے سے لگائے سہلا رہا تھا۔ دفعتاً بولا۔ ”سیاہ چمکیل سے ہو شیار، ہتا ہاس، بے حد زہریلی ہوتی ہے۔“

”ابھی تک تو کوئی قریب نہیں آئی۔ دور ہی سے دیکھتی رہتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہم پر جو سیاہ چمکت کیا گیا ہے اس سے سارے کیزے لکڑے الٹے ہیں۔ پھر اس پاس اڑتے رہتے ہیں لیکن جسم پر نہیں بیٹھتے۔۔۔ اس لئے اللہ کا نام لے کر سو جاتے ہیں۔ اتنی تحن سے پہلے بھی وہ چار نہیں ہوئے۔“

اسی طرح کئی راتیں گزر گئیں۔۔۔ دن بھر حروری ہوتی، ٹھنڈی لکڑیوں کی شکل کی متعدد عمارتیں بنائی جا رہی تھیں جو تیار ہو گئیں تھیں ان پر سبز رنگ کا آئیل چمکت کیا جا رہا تھا۔

عمران کی توجہ زیادہ تر زمین کی طرف رہتی اور پھمسی ہونے پر تفکیم دیتے وقت عمران اُسے کچھ نہ کچھ کہنے پر مجبور کر دیتا تھا۔ آج بھی یہی ہوا تھا۔ واپسی پر جوزف بولا۔ ”تم آتے کیوں پھیزتے رہتے ہو ہاس، ہم بالکل نیچے ہیں اور وہ ہاتھیوں کو پھینا دیتا ہے۔“

”میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ وہی ہے یا بدل گیا۔“

”میں نہیں سمجھا۔“

”ایک دو نہیں بنائے گئے ہوں گے لیکن میں تصور بھی نہیں کر سکتا کہ قریب یا کسی سفید آدمی کو اس طرح ضائع کرے گی۔ وہ لکچے سے انگریز معلوم ہوتا ہے۔“

”میں نہیں سمجھا ہاس۔“

”پہلا تجربہ اس نے ہمارے یہاں کیا تھا اور ہمارے ہی آدمی ضائع کئے تھے۔“

”اوہ۔۔۔ ہاں۔۔۔ لیکن تم کہہ رہے ہو کہ یہ انگریز ہے۔“

”اور ہاتھی پھینا نہیں معلوم ہوتا۔ ہماری ہی طرح رکھا ہوا ہے اور واپس بریوں کو خوف دلا رکھے کیلئے یہاں تحنیں کیا گیا ہے۔ وہ ہمس اسی کے خوف سے کام کر رہے ہیں۔“

”ہاں، یہ ممکن ہے ہاس۔“

”میں نے آج ایک ایسی جگہ تجویز کی ہے جہاں سے کل میں اُس کا تعاقب کروں گا۔“

”میں جنہیں چھا نہیں جائے دوں گا۔“

”جھونپڑی کو بالکل خالی چھوڑ دینا بھی مناسب نہ ہوگا۔“

”جنہیں اوسر کے جنگلوں کا تجربہ نہیں ہے ہاس۔“

”خیر دیکھا جائے گا۔“ عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

وہ جھونپڑی میں پہنچے تھے اور حسب معمول کھانے کی ہاسٹ آئی تھی۔ آج اس میں سے مختلف ممالک کے کچھ اخبارات بھی برآمد ہوئے۔ عمران اور جوزف بھوک اور تحن کی پروا کئے بغیر اخبارات پر ٹوٹ پڑے۔ پھر جوزف نے کہا۔

”وہی ہوا ہاس، جس کا تم نے خدشہ ظاہر کیا تھا۔ ساری دنیا میں جنہیں ڈیل ایجنٹ کی حیثیت سے بدنام کیا جا رہا ہے۔“

”کیا فرق پڑتا ہے۔“ عمران لاپرواہی سے شتانوں کو جنینش دے کر بولا۔ ”یہیں خاتمہ ہو جائے گا یا ایک دن میں اپنی صداقت دنیا پر ثابت کر دوں گا۔ چلو کھانا کھاؤ ہاسٹ سے۔“

لیکن جوزف کی آنکھیں بدستور غلغلہ آلود رہیں۔ کھانے کے دوران میں اس نے کہا۔ ”لیکن یہ فحشہ کیا گدھا تھا جس نے سارے حالات اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے بعد بھی تم پر ڈیل ایجنٹ ہونے کا شبہ کر لیا اور ظاہر ہے کہ اُسے بھی بیوقوفی ہی کی حالت میں جنگلوں سے باہر نکالا گیا ہوگا۔“

”میں ایسا نہیں سمجھتا۔“

”پھر کیا ہوا ہوگا؟“

”اُسے اس طرح جنگلوں سے باہر نہ نکالا گیا ہوگا جس طرح مجھے نکالا گیا تھا۔۔۔ وہ اسے اٹاؤش و حواس قیدی بنا کر جنگلوں کے اُس حصے میں لے گئے ہوں گے جہاں وہ آسانی سے کسی ایسی ہستی تک پہنچ سکے۔۔۔ پھر اس طرح اسے فرار ہو جانے کا موقع فراہم کیا ہوگا جسے وہ اپنی ہی بات اور ہجرت کار کردگی پر محمول کرے۔“

”ظاہر ہے جب وہ اس طرح فرار ہوگا تو کسی قسم کی کہانیاں سنائے گا؟“

دفعتاً قریب ہی سے کسی نے سرگوشی کی۔ ”کچھ میرے لئے بھی چھوڑ دو، بہت جھوکا ہوں۔“

وہ دونوں ہلکتے پڑے۔ مشکل کی روشنی مدہم پڑ گئی تھی۔۔۔ انہوں نے دیکھا کہ کوئی بیٹے

کے بل ریٹکٹا ہوا جھونپڑے میں داخل ہوا اور تیزی سے اس گوشے میں چلا گیا جو نسبتاً تاریک تھا۔
 "میں ہوں سچے، بڑی مشکل سے تمہارا سراغ ملا ہے۔" ہارک گوشے سے آواز آئی۔
 "اوہ..." عمران نے طویل سانس لی اور چند لمحے خاموش رہ کر بولا۔ "ہاں تمہارے لئے
 یہی منجائش نکل آئے گی۔ مگر صرف کھانے کی حد تک۔"
 "لاؤ..." اصرار ہی بڑھا دو، جو کچھ بھی ہے۔"

جوزف نے شراب کی بوتل جلدی سے اپنے زانوؤں کے نیچے سرکالی تھی۔ عمران نے سنگ
 کے لئے بچی بچی چیزیں ایک اخبار پر رکھ دیں اور اس کی طرف بڑھا تا ہوا بولا۔ "تم تھے کہاں؟"
 "مناؤں گا..." فی الحال مجھے پیٹ بھرنے دو۔"
 "ہمیشہ بھوکے ہی ملتے ہو۔"

"یہ کھانا کہاں سے ہاتھ لگا؟" سنگ نے سوال کیا۔

"خصوصی عنایت ہے، شاہی پورپی خانے سے آتا ہے۔"

پھر سنگ خاموشی سے کھانا کھا رہا۔ جوزف نے اس دوران میں شراب کی بوتل کھاس کے دھیر
 میں چمپا کر دی۔ دل میں دعائیں مانگتی شروع کر دی تھیں کہ عمران بھی اسے یکسر بھول جائے
 اسے خدشہ تھا کہ کہیں وہ سنگ کو یہ نہ بتا دے کہ کھانے کے ساتھ ایک بوتل بھی آئی ہے۔
 سنگ نے بڑی تیزی سے کھانا ختم کیا اور آہستہ سے بولا۔ "باہر والی مشعل ایسی جگہ نصب کرنا
 کہ اندر روشنی نہ آئے۔"

"جوزف، بچا کی یہ خواہش بھی پوری کر دو۔"

جوزف کو سنگ کی آمد بڑی طرح کھل رہی تھی لیکن طوبہ و کرہا اٹھا اور مشعل سامنے سے نکلا۔
 "تم بڑے اطمینان سے مزدور بن کر رہے ہو سچے۔" سنگ کچھ قریب ہو کر بولا۔ "کیا گنا
 ہے جیسے یہاں رہ پڑنے کا بار بار ہو۔"

"مگر تو یہی سوچ رہا ہوں کیونکہ انہوں نے ہر خود اور جیمنٹنی کو اس پونٹ کا گورنر بنایا ہے۔"
 "بڑے مہربان لوگ ہیں۔" سنگ نے جملے کٹے لہجے میں کہا۔ "ہر ایک کے نمیت کا اہل
 رکھتے ہیں۔ مجھے پوری ایک درجن عورتیں عطا کر دی ہیں۔"

"اور میں ٹھہرا صرف پیٹ کا کٹا..." عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "اس لئے مجھے"

کھانے کی باسکٹ پر ٹال رہے ہیں۔"

"بڑی اچھی تدبیر کی ہے۔ اگر تم ان کی نظروں سے اوچھل ہو جاؤ تو پھر کھانے کی باسکٹ کا
 کیا ہو گا۔؟"

"پاکل ہو اہوں کہ ان کی نظروں سے اوچھل ہو جاؤں گا۔"

"تجلی تو بات ہے... نظروں سے اوچھل ہوئے... اور بھوکوں مرے... کیا جوزف
 کے لئے شراب نہیں بھجواتے؟"

"کہاں بھجواتے ہیں مسٹر۔" جوزف بوکھا کر بولا۔ "مجھے تو بھول ہی گئے مسٹر جیمس۔"

"کیوں بھوت پوتے ہو؟" سنگ نے کہا۔

"یقین کرو مسٹر...! جوزف کراہا۔ "مر رہا ہوں۔ اصرار تو شمالی بھی نہیں دکھائی دی۔"

"میں کہتا ہوں بوتل نکالو۔"

"کہاں سے نکالوں۔" جوزف جھلا کر بولا۔ "میں نے کوئی ڈسٹری نگار کھی ہے۔"

"ہائیں... تو کیا تم دونوں جھگڑو گے؟" عمران نے جلدی سے کہا۔

"مگر آئی ہو تو تھوڑی سی پیلا دو۔"

"میں کچھ نہیں جانتا... اب جاؤ... ہم آرام کریں گے۔"

"اس طرح تمہاری ساری زندگی یہیں گزر جائے گی۔ میں تو عورتوں کو چھوڑ بھاگا ہوں۔"

"وہ تو ہونا ہی تھا... عام لوگ تو ایک ہی سے بھاگے بھاگے پھرتے ہیں... ہونہ ایک
 درجن دماغ کی سونیاں بن گئی ہوں گی... آہ... ٹھہرو، کیا وہ دونوں بھی ان میں شامل ہیں؟"

"نہیں... میں سارہ ہی کی تلاش میں نکلا ہوں۔"

"فطرت تو ایسی نہیں ہے تمہاری کہ ایک کے لئے ایک درجن سے ہاتھ اٹھاو۔"

"دنیا کی پہلی عورت تھی جس نے مجھ سے دلی لگاؤ کا اظہار کیا تھا... سچے اس کے لئے
 زمین، آسمان ایک کروں گا۔"

"تو جاؤ ایک کر دو۔ مجھے نیند آ رہی ہے۔" جوزف مہرائی ہوئی آواز میں بولا۔

اچانک باہر سے شور کی آواز آئی... باہر پھیلی ہوئی مشعلوں کی روشنی اچانک بہت تیز
 ہو گئی۔ جوزف اور عمران جھونپڑی سے نکلے۔ سنگ ان کے پیچھے تھا۔ اس پاس کی کئی مہنڈیاں

”آج تم کل سے زیادہ حسین لگ رہی ہو۔“ جنسن نے کہا۔

”میرے حسن کی تعریف آپ کے فرائض میں داخل نہیں ہے۔“

”تمہارے طوطے نے مجھے اطلاع دی تھی کہ تم مجھ پر عاشق ہو گئی ہو۔“

”اس کی بکواس کی ذمہ داری مجھ پر عائد نہیں ہوتی۔“

”لیکن میں تو اب تمہارے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔“

”یہ آپ کا ذاتی معاملہ ہے۔ زندہ رہیں یا نہ رہیں۔“

”کیا تمہیں کسی پر عاشق ہو جانے کی اجازت نہیں ہے؟“

”یہاں ایسی کوئی پابندی نہیں ہے۔“

”تو پھر مجھ سے کون سا قصور سرزد ہوا ہے۔ تنگ ہی جیسے لپچڑ کے حصے میں درجن بھر آئیں

اور میں یوں محروم رہ جاؤں۔؟“

”اسی قسم کی دودھن آپ کے سامنے بھی پیش کی جا سکتی ہیں۔“

”اوہو.... اصل موضوع تو یہ ہی گیا۔“ جنسن چونک کر بولا۔ ”آخر تم مجھے اُن کی گمشدگی

کی اطلاع دینے کیوں آئی تھیں جبکہ ان کی اور میری مصیبتوں میں اتنا فرق واضح ہو چکا ہے۔“

”گورنر کو یونٹ کے حالات سے آگاہ ہونا چاہئے۔“

”ایسی صورت میں تمہیں کم از کم مرنے والوں کی تعداد ضرور بتانی چاہئے تھی۔“

”تعداد کا علم مجھے نہیں ہے۔“

”حالانکہ گورنر کو ان کا علم ضرور ہونا چاہئے۔“

”معلوم کر کے اطلاع دوں گی۔“

”اچھا تو پھر اب میرے ساتھیوں کا کیا ہو گا؟“

”جب تک مل نہ جائیں، تلاش جاری رہے گی۔“

”کیا میں تمہیں اچھا نہیں لگتا؟“

”آپ اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں یورائیکسی لنسی۔“

”میرا بھی یہی خیال ہے جنہیں اب تک وہ آرٹسٹ نظر نہیں آیا جو آج کل میرے اندر دم

توڑ رہا ہے۔“

”کیا آپ آسمان دیکھنا پسند کریں گے؟“

”کیوں نہیں.... ضرور.... ضرور....“

”تو پھر لباس تبدیل کر لیجئے اور لاٹک بوٹ پہنئے گا تاکہ گھاس میں چپے ہوئے سانپوں سے

محفوظ رہ سکیں۔“

وہ چلی گئی اور جنسن پہلی بار باہر جانے کی تیاری کرنے لگا۔ یہاں اُس کے ٹاپ کی ہر چیز

موجود تھی۔ لباس تبدیل کرنے کے بعد اُس نے گھٹنوں تک پہنچنے والے لاٹک بوٹ پہنے۔ تھوڑی

دیر بعد وہ واٹر کھلا اور میریلین دو آدمیوں کے ساتھ اندر داخل ہوئی۔ اس بار اُس نے دستک

دے کر اجازت حاصل کرنے کا تکلف نہیں کیا تھا۔ وہ دونوں اندر داخل ہوتے ہی جنسن پر لوٹ

پڑے۔ اسے سنبھلنے کا موقع نہ مل سکا۔ کیونکہ اُن کی یہ حرکت قطعی غیر متوقع تھی۔ کسی تحصیلدار

کے ماتحت بھی اُس کے ساتھ اس قسم کی حرکت نہیں کر سکتے چہ جائیکہ گورنر۔ انہوں نے اُس

کے ہاتھ پشت پر لے جا کر جھکڑیاں ڈال دیں۔ ”کیا اب تین پوشی بھی ہو گی؟“ جنسن میریلین

کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

”اب آپ کو بتایا جائے گا کہ آپ کے فرائض کیا ہیں یورائیکسی لنسی۔“

”ضرور.... ضرور....“ جنسن لاپرواہی سے شانوں کو جھٹک دے کر بولا۔ اس کے بعد

اُس کی آنکھوں پر چڑے کا تسمہ بھی چڑھا دیا گیا تھا۔ گویا وہ نہیں چاہتے تھے کہ اُسے نکالی کے

راستے کا علم ہو سکے۔

”بس اب چلئے“ اُس نے میریلین کی آواز سنی۔

”کیوں گرنہ پڑوں۔“

”یہ کیسے ممکن ہے یورائیکسی لنسی۔ آخر ہم غلام کس لئے ہیں؟“ اس بار کسی مرد نے کہا تھا۔

بارہ اُسے سہارا دے کر چلاتے رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد اُس نے محسوس کیا جیسے وہ کسی لفٹ

میں پہنچ گیا ہو اور وہ نیچے کی جانب حرکت کر رہی ہو۔ لفٹ کے رکنے کا جھٹکا بھی محسوس کیا۔

اس مرحلے سے گزرنے کے بعد پیدل چلنا پڑا تھا۔ اچانک کسی جگہ رکنے کو کہا گیا اور آنکھوں

پر سے چرمی تسمہ ہٹا دیا گیا۔ وہ کھلے آسمان کے نیچے کھڑا تھا اور چاروں طرف دھوپ پھیلی ہوئی

تھی۔ اُس نے کئی گہری سانس لیں اور چوہین کا اندلہ لگانے لگا۔ اب مسلح آدمیوں کی

تعداوسات ہو چکی تھی لیکن میریلین کا کہنا یہ نہ تھا۔
 ”کیا تجھ کو کیاں نہ کھو لو گے؟“ جنسن نے سوال کیا۔
 ”نہیں پورا ایکسی لنٹی۔“ درالقد آدمی نے بڑے ادب سے جواب دیا۔
 ”میں دنیا کا عجیب ترین گورنر ہوں۔“ جنسن ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔
 ”اے نہیں... پورا ایکسی لنٹی... چلتے رہتے... ورنہ کمر پر برا کھل کا کتہہ مارنا پڑے گا۔“ اسی درالقد آدمی نے کہا جو اس دستے کا لیڈر معلوم ہوتا تھا۔ جنسن ٹیڈا نوٹ دانتوں میں دبائے چلا رہا۔ وہ پہاڑ کی ڈھلان سے اتر رہے تھے لیکن یہ وہ پہاڑ معلوم نہیں ہوتا تھا جس پر سنگ سی سے ملاقات ہوئی تھی۔
 ”بہت زیادہ ٹھنک محسوس ہوتا آکا کرو بیٹھے گا۔ درالقد آدمی نے کہا۔
 ”ضرور... ضرور...“ جنسن نفس کر بولا۔



وہ بہت دیر تک چلتے رہے۔ سنگ آگے تھا اور منہ سے ”چک چک“ کی آوازیں نکالتا ہوا ان کی رہنمائی کر رہا تھا۔ تاریکی کا یہ عالم تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ بھائی نہیں دیتا تھا۔ بلا خروہ ایک غار میں پہنچے تھے۔
 ”سنبھل کر چلا۔“ سنگ نے کہا۔
 ”میرے پاس ماچس ہے۔“ جوزف بولا۔
 ”یہ بڑی اچھی خبر سنائی۔ یہاں ٹھنک گھاس کا انبار لگا رکھا ہے میں نے۔ ادا ماچس مجھے دو۔“ جوزف نے ماچس والا ہاتھ آواز کی جانب پھیلا دیا۔ ماچس سنگ کے ہاتھ میں منتقل ہوئی اور ذرا ہی سی ویر میں غار روشن ہو گیا۔ سنگ نے ٹھنک گھاس کے ایک ڈبیر میں آگ لگا دی اور بولا۔
 ”فی الحال یہی میری پناہ گاہ ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ لوگ میرا سراغ کھو چکے ہیں۔“ جوزف سوچ رہا تھا کہ اب اس کی نظر بھٹل پر پڑ جائے گی جسے روشنی ہوتے ہی اس نے اپنا گھاس کی کھٹکھریا میں پھپھایا تھا۔

”لیکن بچا۔ اچانک وہ جھٹکا کیسے شروع ہو گیا تھا۔“ عمران نے سوال کیا۔
 ”میں کیا جانوں ویسے کوئی خاص بات نہیں۔ وہ آپس میں لڑتے جھگڑتے ہی رہتے ہیں۔“ سنگ بولا۔
 ”بہر حال اب گھاس ہی کھائی پڑے گی۔ وہاں کم از کم ڈھنک کا کھانا تو مل جاتا تھا۔“
 ”تمہارے ساتھ بڑی رعایت کی جا رہی ہے۔“
 ”مجھے خود بھی اس پر حیرت ہے۔“
 ”اور شاید جنسن تم سے بھی بہتر حالت میں ہے۔“
 ”ہو گا۔“ عمران نے لاہر دہی سے مثالوں کو جنش دی۔ وہ فٹا جوزف بڑے مشکلہ خیز انداز میں بیٹھ گیا۔ کھٹکھریا کے نیچے رانوں میں دبی ہوئی بوتل بھٹکے لگی تھی۔
 ”تمہیں کیا تکلیف ہے!“ سنگ نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔
 ”اب تو کوئی تکلیف نہیں ہے۔“ جوزف جلدی سے بولا اور مزید سنبھل کر بیٹھنے کی کوشش ما بوتل اس کے نیچے سے سرک کر لا چکی ہوئی روشنی میں آگئی۔ اور پھر وہ بدحواسی میں اس لیٹ گیا۔
 ”اولہ...“ سنگ نے زوردار قہقہہ لگایا۔ ”یہ تکلیف تھی تمہیں۔“
 ”اس میں ایک قطرہ بھی کسی کو نہ دکھاؤ خواہ جان چلی جائے۔“ جوزف نے قہقہے لگے میں کہا۔
 ”سنگ نے اپنی جگہ سے اٹھنا چاہا لیکن عمران اس کا ہاتھ پکڑ کر بولا۔“ اسے مت پریشان کرو۔“
 ”دیکھی ہے۔ سب سے زیادہ قیامت اسی پر ٹوٹی ہے۔ ایک بوتل یومیہ کا سہارا ہو گیا تھا۔“
 ”تجارت تو نہیں پی سکتا میری موجودگی میں۔ کیا میں بھی ترسا ہوا نہیں ہوں... میں جوہر۔“
 ”بوتل میں غرق رہتا تھا۔“
 ”بات نہ بڑھاؤ... تمہیں بھی مل جائے گی۔“
 ”نہیں باس... مجھ پر یہ ظلم نہ کرو۔“ جوزف کر لہا۔
 ”ابو قتل مجھے دے۔“
 ”باس... باس... خدا کے لئے۔“
 ”سنگ جوزف کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے اس پر اچانک ٹوٹ پڑنے کے لئے گھات لگا رہا ہو۔“

عمران نے بوسل جوزف کے نیچے سے لٹائی اور ایک بڑے پتھر پر بیٹھ کر توڑ دی۔ بس پھر کیا تھا۔ سنگ کے منہ سے عمران کے لئے مغلقات کا طوفان امنڈ پڑا اور جوزف نے وہاں مار مار کر روتا شروع کر دیا۔

"اے اے بے چارے... وہ کہیں تیری آواز غار کے باہر نہ پہنچ جائے۔" عمران بوکھلا کر بولا۔
 "میں تمہیں مار ڈالوں گا۔" دھتک سنگ نے عمران پر چھلانگ لگائی اور عمران جو اس کی طرف سے غافل نہیں تھا بڑی بھرتی سے ایک طرف ہٹا تھا۔

جوزف کی بلبلاہٹوں میں بریک لگ گیا۔ بھرتی سے اٹھا اور سنگ ہی کو چھاپ بیٹھا کیونکہ وہ اپنے منہ میں ہٹائی کی بنا پر گر پڑا تھا۔ لیکن وہ سنگ ہی کو قابو میں نہ رکھ سکا۔... اچھل کر گھاس کے ایک ڈھیر پر جا کر... اور عمران نے اس کی کر لہائی۔

"کیوں شامت آئی ہے چچا...؟" عمران سر دلچے میں بولا۔
 "اے تو نے بوسل کیوں توڑ دی؟" سنگ نے اسی جگہ اچھل کر کہا۔
 "میری مرضی۔"

سنگ نے پھر دو چار گالیاں دیں اور بوسل کی کرچیوں سے بچ کر چلتا ہوا دوسری طرف چلا گیا۔ جوزف جہاں گرا تھا وہاں سے پھر نہ اٹھ سکا۔ شاید بیہوش ہو گیا تھا۔ پتا نہیں سنگ نے کہاں ضرب لگائی تھی۔ عمران نے اسے گھاس کے ڈھیر سے اٹھا کر سیدھا لٹا دیا۔ پھر سنگ کو آواز دی۔
 "سرے گا نہیں۔" کسی گوشے سے سنگ کی کھر کھرائی ہوئی سی آواز آئی۔ "اگر وہ مجھ پر حملہ نہ کرتا تو اس حال کو نہ پہنچتا۔"

"تمہیں میرے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا۔"
 "اسی لئے تم نے بوسل توڑ دی۔"

"بھئی بھئی میں بھی سنگ جانتا ہوں... اسے جلد ہوش میں آنا چاہئے۔"
 "یقین کرو... اگر حالات بدل جاتے تو میں تمہیں زندہ نہ چھوڑتا۔"

"حالات نارمل ہونے کا انتظار کرو۔ میں کہیں بھاگا نہیں جاتا۔ جب دل چاہے زندہ نہ چھوڑتا۔"

سنگ کچھ نہ بولا اور عمران جوزف کو ہوش میں لانے کی تدبیریں کرتا رہا۔ وہ زیادہ دیر تک

بے خبر نہیں رہا تھا۔ ہوش آتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور کسی شکایتی کتے کے سے انداز میں چاروں طرف دیکھنے لگا۔

"بس...! عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "بات ختم ہو گئی۔ وہ بیوی دینت چھپچھپ نہیں ہے۔"
 "مم... میری کچھ میں نہیں آتا پاس۔"

"کیا کچھ میں نہیں آتا؟"

"مجھ کو کیا ہو گیا تھا؟"

"کچھ بھی نہیں... شاید تم نے خواب دیکھا ہے۔"

"وہ کہاں گیا؟"

"آرام کر رہا ہے۔"

"بدل ضرور لوں گا۔"

"کس بات کا؟ تم خواہ خواہ چچا بھتیجے کے درمیان آگئے تھے۔ وہ غل اندازی مت کیا کرو۔"
 "آخر کیا کہاں ہے؟"

"اسے تم سے زیادہ دکھ پہنچا ہے۔"

دھتک سنگ گوشے سے آواز آئی۔ "شور مت مچاؤ۔ مجھے نیند آرہی ہے۔"

"آہستہ بولو۔" عمران نے جوزف سے کہا۔ "فی الحال وہ ہمارا احسن ہے۔ ہمیں اس ہنگامے سے نکال لایا ہے۔"

"ہنگامہ بھی اسی کتے کے بیٹے ہی نے برپا کر لیا ہو گا۔ کوئی حرکت کر کے ہماری جھوٹری میں آگیا۔"

"یہ بھی خارج از امکان نہیں ہے۔"

"تو پھر ہم اسی طرف اس سے مروت برتتے رہیں گے۔"

"تھل سو جا آرام کرو۔ یہ میرے دیکھنے کی باتیں ہیں۔"

جوزف چپ چاپ ایک جانب چلا گیا اور زمین پر خشک گھاس پھیلانے لگا۔ دوسری صبح بیدار ہوا تو سنگ وہاں موجود نہیں تھا۔

"تم نے دیکھا پاس۔" جوزف بولا۔ "پھر کسی پکڑ میں چانس کر خود غائب ہو گیا۔"

"اُسے تو کیا میں اُس کے بھروسے پر گھر سے نکلا تھا؟" عمران بولا۔

"کچھ کھانے کے لئے تلاش کرنا چاہئے۔" جوزف نے کہہا۔ اُسے خود بھی حیرت تھی کہ جنگلوں میں قدم رکھتے ہی اس کی بھوک کیوں کھل گئی تھی۔ ہر وقت پیٹ ہی کی فکر میں جتنا رہتا تھا۔ عمران کچھ نہ بولا۔ وہ کسی سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ جوزف اُسے وہیں چھوڑ کر غار سے باہر نکل گیا۔ عمران نے گھاس کا ایک پولا بنایا اور اس میں آگ لگا کر ہاتھ میں اٹھائے غار کے تاریک گوشوں کا جائزہ لینے لگا۔ جگہ جگہ خشک گھاس کے ڈھیروں کے علاوہ اور کچھ بھی نہ دکھائی دیا۔

"کیا دیکھتے پھر رہے ہو؟" دفعتاً عقب سے آواز آئی اور عمران چونک کر مڑا۔ ایک بڑا سانپ خوش رنگ طوطا غار کے دہانے کے قریب نظر آیا۔

"اٹھا تو آپ ہیں۔" عمران چونک کر بولا۔

"جناب عالی... لیکن آپ کی تعریف؟" طوطے نے پوچھا۔

"آمد کا مقصد بیان کرو۔ تم مجھے جانتے ہو۔"

"وہ حرامی ایک گڑھے میں گر پڑا ہے... خود سے نہیں نکل سکے گا۔"

"مالِ تمہاری وجہ سے گرا ہو گا۔"

"میں نے تو صرف باپ کا نام پوچھا تھا۔"

"مجھے حیرت ہے تعریف کیا کہ آخر تم کس قسم کا کھیل کھیل رہی ہو؟"

"میرا نام الیزبٹ ہے۔"

"اُس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس وقت میں براہِ راست تعریف سے مخاطب ہوں۔ اگر تم نے مجھے دنیا کے سامنے ڈبل ایجنٹ کی حیثیت سے پیش بھی کر دیا تو کیا ہو گا۔ میرا ملک عالمی برادری میں کوئی نمایاں حیثیت نہیں رکھتا۔"

"تمہاری وجہ سے نمایاں حیثیت حاصل کرے گا۔ خواہ مخواہ دیر کر رہے ہو۔ اسے گڑھے سے نکالنے کی کوشش کرو۔"

"اُسے جہنم میں بھیج دو... میں تم سے ملنا چاہتا ہوں۔"

"یہ ناممکن ہے۔"

"تمہاری مرضی... اور ہاں سبک تمہارا اور دوسرا ہے۔ میرا انھیں... میں یہاں سے ہلوں گا۔"

بھی نہیں۔"

"شاید وہ دشمنی بھی ہو گیا ہے۔"

"مجھے کوئی دل چسپی نہیں۔"

"تم پھر مزدوروں کے کسی ٹیمپ میں پہنچا دیجے جاؤ گے۔"

"بھئی رات آخر کیا ہوا تھا؟"

"میں نے وجہ جاننے کی کوشش نہیں کی۔ اس دن وہ آپس میں لڑ پڑے تھے۔ اس ٹیمپ کے بہت قھوڑے مزدور زندہ بچے ہیں۔ کیا واقعی تم اسے گڑھے سے نہیں نکالو گے؟"

"یقیناً اس گڑھے کی گہرائی کچھ زیادہ ہی ہوگی۔"

"سبکی بات ہے۔ اسی لئے وہ کسی دوسرے کی مدد کے بغیر اُس سے چھٹکارا نہیں پاسکے گا۔"

"اُس نے ٹھیک ہی کہا تھا کہ تم اس کی بے بسی سے لطف اندوز ہو رہی ہو۔"

"اور تمہارا اپنی پوزیشن کے بارے میں کیا خیال ہے؟"

"میں اپنے تجربات میں اضافہ کر رہا ہوں۔"

طوطے نے قہقہہ لگایا اور بولا۔ "لیکن تمہارے تجربات سے لوگ فائدہ نہ اٹھا سکیں گے۔"

خیر گھاس کا وہ ڈھیر ہٹاؤ ہو تمہاری بائیں جانب ہے۔ اس کے تھپتھپے میں تمہیں چوری کا ہتیرا سامان ملے گا۔ رسی کا ایک بڑا لٹھا بھی اس میں شامل ہے۔ سبک نے یہ سارا سامان مختلف کیسیوں سے چھرا کر یہاں اکٹھا کیا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ شاید ہم نے اس کا سرخ کھودیا ہے۔"

"مجھے اس کی قطعاً جہمی کا اندازہ پہلے ہی ہو گیا تھا۔" عمران بولا۔

"ٹیمپ سے وہی تم دونوں کو یہاں لایا تھا۔"

"نہیں... ہم بھاگ رہے تھے کہ وہ نہ مکر آ گیا۔"

"اور یہاں لے آیا۔"

"ظاہر ہے... درندہ اور کہیں ہوتے۔ ایک بات، کیا تم مجھے دیکھ بھی رہی ہو۔"

"پوری وضاحت کے ساتھ... میں بھی دیکھ رہی ہوں اور طوطا بھی دیکھ رہا ہے۔ اس کی

ایک آنکھ خود اس کے لئے ہے اور دوسرے میرے لئے۔"

"یعنی دوسری آنکھ ایک چھوٹا ساٹی وی کیمرہ ہے۔"

"تم ٹھیک سمجھے۔"

"میرا خیال ہے کہ ایسے ہی بے شمار چلتے پھرتے اور اڑتے ہوئے کبوترے تمہیں جنگل کے احوال سے آگاہ کرتے رہتے ہوں گے۔"

"تمہارا خیال درست ہے۔"

"لہذا اب ہمیں کچھ مایوس ہو جانا چاہیے۔"

"میں یہی جتنا چاہتی ہوں کہ تم لوگ یہاں سے کبھی نہیں نکل سکو گے۔"

"آج کل تمہیں میری شکل کیسی لگتی ہے؟" عمران نے ہنس کر پوچھا۔

"خوفناک.... تمہاری ڈاڑھی بڑی تیزی سے بڑھتی ہے۔"

"مگر پردن میں تین ہار شیو کرنا پڑتا تھا۔" عمران نے کہا اور پھر چونک کر بولا۔ "اور وہاں"

اُن دونوں عورتوں رہتا اور سارہ کا کیا شہر ہوا؟"

"دونوں میرے کام کی ہیں۔ اُن کی برین واشنگ کی جادہ ہی ہے اور وہ تیزی سے ہمارے

اثرات قبول کر رہی ہیں۔"

"میری بھی کر دو کہ اس عذاب سے نجات ملے۔"

"میں نے کہا تھا کہ اس ڈھیر کو بٹاؤ۔"

"زیادہ دیر تک تمہاری دل نشین آواز سنتا چاہتا ہوں۔"

"مکاری کی باتیں ختم کرو.... رسی کا لچھا ڈھیر سے نکالو اور میرے ساتھ چلو۔"

عمران نے گھاس کا ڈھیر ہٹانا شروع کیا تھا۔ پھر وہ خمیر رہ گیا کیونکہ اُس کے پیچھے سے وہ

صرف رسی کا لچھا برآمد ہوا بلکہ بہتری ایسی چیزیں ملی تھیں جن کے بارے میں یہی سوچا جاسکتا تھا

کہ سنگ نے اُن کی مالکوں کو جان ہی سے مار کر انہیں حاصل کیا ہو گا۔ ان میں دو راگنلین اور

ٹیکوین اور ایک ریو اور شامل تھا۔ زیر لینڈ کے سپاہیوں کی وردیاں بھی تھیں۔

عمران نے صرف رسی کا لچھا اٹھایا اور طوطے کے پیچھے چل پڑا.... غار سے نکل کر طوطا کو

دور بیروں سے چٹا اور کچھ دور نیچی پرواز کرتا رہا.... بالآخر اس نے عمران کو اُس گڑھے کے

قریب پہنچا دیا تھا اور قتل اس کے کہ عمران گڑھے میں بھاگتا طوطا ایک جانب پرواز کر کے

آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔

وہ گڑھا کیا اچھا خاصا کنواں تھا۔ سنگ تہہ میں اچھا حالیتا ہوا دکھائی دیا۔ عمران نے اُسے آواز دی۔ سنگ بڑی پھرتی سے سیدھا ہوا تھا۔

"میں رسی لٹا رہا ہوں، اوپر آجاؤ۔" عمران جھنجھلا کر بولا۔ سنگ نے ہاتھ ہٹا کر انکار کیا اور

پھر اوندھا ہو گیا۔ عمران نے خمیر انداز میں پلکیں جھپکائی تھیں۔ اوپر سے ایسا لگ رہا تھا جیسے

سنگ اوندھا ہوا اپنی پیشانی پتھر سے رگڑ رہا ہو۔

"کیا کسی حد سے نے تمہارا دماغ اُلٹ دیا ہے۔" عمران نے پھر ہلک لگائی۔ اس بار سنگ نے

اُسے آواز دی۔ شاید رسی لٹکانے کو کہہ رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ عمران کے قریب کھڑا گہری گہری سانس لیتا نظر آیا۔ عمران نے اُس کے

شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "بیٹھ جاؤ.... اب میں جوزف کو دیکھتا ہوں.... کہیں اُس پر بھی ایسی

ہی کوئی افادہ نہ پڑی ہو۔"

"نہیں.... ٹھہرو.... پہلے مجھے بتاؤ تمہیں کیونکر علم ہوا کہ میں گڑھے میں گر پڑا ہوں؟"

"طوطے نے نہ صرف اطلاع دی تھی بلکہ یہ بھی بتایا تھا کہ مجھے رسی کہاں سے ملے گی؟"

"کہاں سے ملی تھی؟"

"اُس نے مجھ سے گھاس کے ایک ڈھیر کو ہٹانے کے لئے کہا تھا۔"

"اور رسی تمہارے قریب ہی موجود تھی؟" سنگ نے سوال کیا۔

"مطمئن رہو۔ اُس نے وہ اسلحہ اور وردیاں بھی دیکھی تھیں جو اس ڈھیر کے پیچھے سے برآمد

ہوئی تھیں۔"

"تو میں غلط فہمی میں مبتلا تھا کہ اُسے میری اس کمین گاہ کا علم نہیں ہے۔"

"کیا گڑھے میں گرنے سے قبل تمہیں وہ طوطا دکھائی دیا تھا۔"

"نہیں تو۔"

"نہیں مجھ سے اُس نے اسی انداز میں گفتگو کی تھی جیسے تم اسکی وجہ سے گڑھے میں گرے ہو۔"

"اُس کا دور دور تک پتا نہیں تھا...." سنگ نے کہا اور کچھ سوچنے لگا پھر تھوڑی دیر بعد پُر

عزم لہجہ میں بولا۔ "وہ مجھے احساس ہے ہی میں مبتلا نہیں کر سکتی۔"

"کہیں چوٹ تو نہیں آئی؟"

"کیا اب تم میرا مشکلہ اڑانے کی کوشش کر رہے ہو؟" سنگ غرایا۔

"نہیں یہ اظہارِ عداوت ہے۔ مجھے پہلے ہی پوچھنا چاہئے تھا۔ بے خبری میں گرے ہو گئے۔۔۔ اور یہ تو پچھا خاسا کنواں ہے۔"

"تہہ تک پھینکنے سے پہلے ہی بے خبری کا خاتمہ ہو گیا تھا۔ اس لئے بچ گیا ورنہ ہڈیوں کا دھیر ہوتا۔"

"اب کیا ارادہ ہے؟ یہ غلط فہمی تو رفع ہو گئی کہ وہ لوگ تمہاری نقل و حرکت پر نظر رکھنے کے قابل نہیں رہے۔"

"فکر نہ کرو۔ اس گڑھے کی تہ میں مجھ پر ایک نیا انکشاف ہوا ہے۔ بس اسے محض اتفاق ہی کہنا چاہئے کہ میں اس گڑھے میں جا کر۔"

"نیا انکشاف ہوا ہے؟"

"یہ ابھی نہیں بتاؤں گا۔"



سفر لہا معلوم ہوتا تھا۔ پشت پر ہاتھ بندھے ہونے کی بنا پر چلنے میں دشواری محسوس ہو رہی تھی۔ کئی بار وہ لاکھڑا کر کرنے کو ہوا تھا لیکن مسلح آدمیوں میں سے کسی نے اسے سنبھال لیا تھا۔ "تم آخر میری ہتھ کڑیاں کیوں نہیں کھول دیتے۔۔۔ میں نہتا ہوں۔۔۔ تم لوگوں سے بچ نہیں سکوں گا۔" جنمسن نے مسلح آدمیوں سے کہا۔۔۔ لیکن وہ کچھ نہ بولے۔

آخر ایک جگہ جنمسن بچھڑا کر بیٹھ گیا۔ وہ ساتویں بھی بیٹھ گئے۔ لیکن ایسا نہیں معلوم ہو رہا تھا کہ جنمسن کی وجہ سے بیٹھے ہوں۔۔۔ اُن میں سے ایک نے جیب سے تاش کی گڈی نکالی اور اپنے ساتھیوں کے درمیان پتے بانٹنے لگا۔

جنمسن حیرت سے آنکھیں پھاڑے انھیں دیکھے جا رہا تھا۔ وہ اُس کی طرف سے لاپرواہ ہو کر کھیل میں مشغول ہو گئے۔

"آخر جانا کہاں ہے؟" جنمسن نے غصیلی آواز میں پوچھا لیکن اس بار بھی کوئی جواب نہ ملا۔ انہوں نے اُس کی طرف دیکھا تک نہیں تھا۔ دفعتاً کسی طرف سے وہی طوطا برآمد ہوا اور جنمسن

جنگل کی شہریت

کے قریب آکر کھڑا ہو گیا۔

"کیا اب تم بھی بور کر رہے؟" جنمسن ہنسا کر بولا۔

"یہ لوگ تو تم سے بات نہیں کریں گے۔ میں نے سوچا میں ہی کچھ کروں۔"

"تم کیا کر سکو گے۔ یہ تک تو بتا نہیں سکتے کہ پیارے پوٹ گورنر کے ساتھ یہ رہتا کیوں کیا گیا ہے؟"

"اس لئے کہ عانت گورنر بدو راست آسمان سے نہیں اُترے۔ اُس نے بھی اسی زمین پر عالم آدمیوں کی طرح جنم لیا ہے۔ اس لئے اُس کے ہاتھوں میں بھی ہتھ کڑیاں پڑ سکتی ہیں۔"

"لیکن مجھے میرا قصور تو بتایا جائے؟"

"تم نے اپنے آدمیوں کے ساتھ ترجیحی سلوک کیا تھا۔ اُن کے کھانے پینے کے لئے انہی چیزیں بھجوائی تھیں جو دوسرے حوروں کو میسر نہیں ہیں۔"

"کوئی میں نے اپنی مرضی سے بھجوائی تھی؟ میرے بلین نے کہا تھا۔ جنمسن نے حیرت سے کہا۔

"تم نے اس مسئلے پر میرے بلین کی مخالفت کیوں نہیں کی تھی؟"

"کیا مجھے مخالفت کرنی چاہئے تھی؟"

"یقیناً۔۔۔ گورنر ہو۔۔۔ کاٹھ کے الو نہیں۔۔۔"

"مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہاں گورنر بتا دینے کے بعد گورنری کا اہتمام لیا جاتا ہے۔"

"زیر ولینڈ کے گورنر حاکم نہیں، حکوم ہوتے ہیں۔"

"آدمیوں سے زیادہ بہتر گورنر تو تم خود ثابت ہو سکتے تھے۔"

"مگر میں محض ایک طوطا ہوں۔"

"لیکن اس گھوڑے سے بہتر ہو جو اپنی بات آدمیوں تک نہیں پہنچا سکتا تھا۔ اس کے باوجود بھی گورنر تھا۔"

"ہاتھوں میں وقت ضائع نہ کرو، جہاں لے جائے جا رہے ہو، چلے جاؤ۔ یہ لوگ اس عالم میں بھی تمہارا اتنا احترام کر رہے ہیں کہ تم بیٹھ گئے تو انہوں نے اس پر کوئی اعتراض ہی نہیں کیا۔"

"تم بھی میرے ساتھ چلو تو کتنا اچھا ہو۔" جنمسن بولا۔

طوطا اس بات کا جواب دینے کی بجائے پھر سے اُڑ گیا۔ پھر جنمسن بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ اُسے

اٹھتے دیکھ کر مسلح آدمیوں نے کھیل کو جہاں تھاں چھوڑا اور پتے سمیت کر خود بھی چلنے کے لئے تیار ہو گئے۔

سز پھر شروع ہو گیا۔ اس بار آدھے گھنٹے تک چلنے رہنا پڑا تھا۔ ایک جگہ رک کر جنمسن کی آنکھوں پر پھر چڑی تسمہ چڑھا دیا گیا اور وہ آدمی اس کے بازو پکڑ کر اسے آگے بڑھانے لگے۔ کچھ دیر بعد وہ دوبارہ دیکھنے کے قابل ہوا تھا۔ یعنی چڑی تسمہ آنکھوں پر سے ہٹا دیا تھا۔ اس نے خود کو ایک بہت بڑے ہال میں پایا جہاں دیواروں پر دنیا کے نامی گرامی آرٹسٹوں کی بیشنگڑ آویزاں تھیں۔ مسلح آدمی اسے وہیں چھوڑ کر چلے گئے اور وہ ٹھل ٹھل کر ان تصاویر کا جائزہ لینے لگا۔ اب اس کے ہاتھ بھی آزاد تھے۔ مسلح آدمی تھوڑی سی اتار لے گئے تھے۔ ذرا ہی سی دیر میں اس کا اٹھناک بڑھ گیا۔ اسے فن مصوری سے بھی دل چسپی تھی۔

دفعتاً قدموں کی چاپ سنائی دی اور وہ چونک کر مڑا اور پھر اس کی بانجھیں کھل گئیں۔ ریٹا اور سارہ تیزی سے قدم اٹھاتی ہوئی اس کی جانب بڑھتی آرہی تھیں۔

”تم کون ہو اور یہاں کیا کر رہے ہو؟“ ریٹا نے قریب پہنچ کر درشت لہجے میں پوچھا۔

”بدا بھی مجھے تسمہ دینا کہ تم مجھے نہیں پہچان سکیں۔“

”میں نہیں پہچانتی۔“

”اور یہ محترمہ سارہ ہیں۔“

”پھر اس سے کیا؟ یہاں سے چلے جاؤ۔ یونٹ کا گورنر تصاویر دیکھنے آرہا ہے۔“

”میں جنمسن ہوں۔ تم نے مجھے سیاہ قلم دیکھا تھا۔ مسٹر علی عمران کے ساتھ۔“

”اوہ... تو تم وہ ہو...“ سارہ آگے بڑھ کر اسے غور سے دیکھتی ہوئی بولی۔ ”بے شک

ناک نقشہ وہی ہے۔“

”کچھ بھی ہو، تم یہاں سے فوراً چلے جاؤ۔ ورنہ ہم سے جواب طلب کر لیا جائے گا۔“ ریٹا نے

چاروں طرف دیکھتے ہوئے خوف زدہ لہجے میں کہا۔

”یہاں میرے علاوہ اور کوئی نہیں آنے والا تھا۔“

”کہیں مجھے کسی کو بلانا نہ پڑ جائے۔“ ریٹا بھیڑا کر بولی۔

”نہرور بلاؤ میں تو نہیں جاؤں گا۔“

”مکوئی مار دی جائے گی، گورنر آرہا ہے اور یہاں ہم دونوں کے علاوہ اور کوئی قدم بھی نہیں رکھ سکتا۔“

”ایسی بھی کیا بے مردی محترمہ دینا... اور محترمہ سارہ آپ بھی تو کچھ بولنے۔“

”میں کیا بولوں یہ غلط نہیں کہہ رہی۔“

”اچھا تو پھر جسے دل چاہے نکالو۔ میں نہیں جاؤں گا۔“

ریٹا، سارہ کو وہیں چھوڑ کر ششکاتی ہوئی چلی گئی اور جنمسن ہنسکر اکر بولا۔ ”ابھی محترمہ دینا کو حقیقت معلوم ہو جائے گی۔“

”میں نہیں سمجھی تم کیا کہنا چاہتے ہو؟“

”جی کہ اس وقت یہاں میرے علاوہ اور کوئی نہیں آنے والا تھا۔“

”تم کہاں سے آئے ہو؟“

جنمسن کچھ کہنے ہی والا تھا کہ پھر کئی قدموں کی چاپ سنائی دی۔ ریٹا دو مسلح آدمیوں سمیت واپس آئی تھی۔ جیسے ہی ان کی نظر جنمسن پر پڑی انہوں نے ایڑیاں ہچا کر اسے سلیوٹ کیا۔ ریٹا اور سارہ حیرت سے ایک دوسری کو دیکھنے لگیں۔

ایک مسلح آدمی نے اونچی آواز میں کہا۔ ”لیڈرز... ہڑا کیسٹنس جنمسن یعنی دی گورنر آف یونٹ الیون۔“

دونوں کی آنکھیں حیرت سے کھیل گئیں اور پھر سب سے پہلے ریٹا کی آواز اٹھی تھی۔ اس نے تصاویر کے بارے میں کہی گراموفون ریکارڈ کی طرح بجا شروع کر دیا تھا۔ سارہ بھی بے حد سنجیدہ ہو گئی تھی۔ دفعتاً جنمسن کو ہنسی آگئی اور اس نے ہاتھ اٹھا کر ریٹا سے کہا۔ ”میں کرو... میں ان تصاویر کے بارے میں خاصی معلومات رکھتا ہوں۔“

وہ خاموش ہو گئی اس کے ہونٹ سختی سے بچنے ہوئے تھے۔

”میں تم دونوں میں بڑی تبدیلیاں محسوس کر رہا ہوں۔“ جنمسن نے کہا اور ریٹا بولی۔

”لیس یور ایکسی لسی ایہم اپنی اس تبدیلی پر مسرور ہیں۔ اب ہماری آنکھیں کھلی ہیں اور اب ہم دل و جان سے ان لوگوں کے ساتھ ہیں۔“

”کک... کیا مطلب؟“

کل ہی میں نے ٹیلی ویژن پر یونٹ نمبر آٹھ کے گورنریا نام کو دیکھا تھا۔ اس کی چٹون کا ایک پانچپنٹھنے کے اوپر سے غائب تھا۔ زیر و لینڈ کے باشندوں نے سمجھ لیا ہو گا کہ اس سے کوئی لفظی سرزد ہوئی ہے۔ اب وہ کم از کم ایک صفحے تک ڈیزہ پانچپنٹوں کی چٹون پہنے رہے گا اور اپنے فرائض بھی انجام دیتا رہے گا۔

”یعنی تھ کرپاں لگی ہونے کے باوجود بھی میں گورنری تھا۔“

”بالکل.... ورنہ تم یہاں بحیثیت مہمان کیوں نظر آتے اور میرا خیال ہے کہ تم اب یہیں رہو گے۔ کیونکہ یہ گورنر کا سکرٹریٹ ہے.... ہم دونوں سکرٹریٹ ہی کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔“

”یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔ تم دونوں مجھے احساس دلاتی رہو گی کہ مجھے کس معاملے کو کس طرح چھٹانا چاہیے۔ لفظیوں کی سزا کے لئے مستقل طور پر کوئی ایک دو یہ اپنالوں گا۔ مثلاً چیچے لال رنگ کا فیہ ذم کی طرح نکالیا کروں گا۔“

”یہ تو بڑی اچھی بات ہو گی۔“ سارا مسکرا کر بولی۔

”اُس گوریلے کا خیال دل سے نکالنا نہیں۔“ جنسن نے اُس سے پوچھا۔

”میں لچی زندگی سے متعلق کسی سوال کا جواب دینے یا نہ دینے کا حق محفوظ رکھتی ہوں۔“ سارا کسی قدر ناگوار سے بولی۔

”اگر اس سے تمہارے جذبات کو غمیں پہنچی ہے تو میں معافی چاہتا ہوں۔“

”کوئی بات نہیں۔“

”یہ ہوئی نا بات۔“ رینا خوش ہو کر بولی۔ ”وٹ دینے والے الاشعوری طور پر یہی چاہتے ہیں کہ منتخب ہونے والے اسی سٹی پر آجائیں۔“

”لیکن میں تو نامزد گورنر ہوں۔“

”ہم سب فی الحال تجرباتی دور سے گزر رہے ہیں۔ بعض یونٹوں میں الیکشن بھی ہوتے ہیں۔ پہلے چھپیں یہاں تربیت دی جائے گی پھر کسی دوسرے یونٹ میں جا کر الیکشن لڑو گے۔ تربیت ضروری چیز ہے۔ یہ کیا کہ ایک معمولی کلرک کو کلرکی کا امتحان دینا پڑے۔ ایک پولیس کا فٹیل رگروڈنی کا دور گزار سے بغیر کام سے نہ لگایا جائے لیکن ترکاریوں کے آڑھی بے مروت، جاگیردار

اور گاؤ دی قسم کے تاجر برادر است اسمبلیوں میں جا بیٹھیں اور قانون سازی فرمائے لکھیں اور ان ہی میں سے کچھ کا فیہ کے ارکان بن جائیں۔“

”واقعی تم تو میری آنکھیں کھول دے رہی ہو۔ سوچنے کی بات ہے کہ چلی سٹی پر امتحانات اور ٹریننگ کا پتھر چلا رہے اور اوپر جس کا دل چاہے پہنچ جائے۔ بس جیب بھاری ہونی چاہئے۔ نہ کوئی امتحان اور نہ کوئی ٹریننگ.... ولو بھی زیر و لینڈ.... خولو خولو کہا جاتا ہے کہ یہ جرائم پیشہ لوگوں کی ایک بین الاقوامی تنظیم ہے۔“

”ہر نئی چیز کے لئے پہلے اسی طرح غلط فہمیاں پھیلائی جاتی ہیں۔ کاش تمہارے پاس کو بھی عقل آجاتی۔ خیر کوئی بات نہیں جسٹنی مشقت ذہن کی کمزوریاں کھول دے گی۔“

”ناممکن مائی ڈیئر.... پکٹے گڑے ہمیشہ پکٹے گڑے ہی رہتے ہیں خولو ان پر سے کتنا ہی پانی کیوں نہ گزر جائے۔“

”تو تم مجھ سے متعلق ہوتا؟“

”بالکل.... کوئی بے مغز آدمی ہی تم سے اختلاف کر سکے گا۔“

”کیا تم اپنی اس تہذیبی گورنری وائٹنگ کہو گے؟“

”سوال ہی انہیں پیدا ہوتا۔ یہ تو غور و فکر کے دروازے کھولنے والی چیز ہوتی۔“

”اچھا تو اب کبھی بھی برین وائٹنگ کا نام نہ لینا۔ یہ اصطلاح مخالف کمیوں کی پیداکردہ ہے۔ تنظیم کسی کی بھی مخالف نہیں۔ اُس کا رویہ مثبت ہے۔“

”یہ بات بھی سمجھ میں آئی۔“ جنسن نے سر ہلا کر کہا۔

دفتر حیرت قسم کی گھنٹی کی آواز ہال میں گونجنے لگی اور رینا نے جنسن سے کہا۔ ”چلو لچ کا وقت ہو گیا ہے۔ تم دیکھو گے کہ یہاں کا سارا عملہ ایک ہی میز پر لچ کرے گا اور تم جو گورنر ہو تم بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہو گے۔“

”میرے لئے بڑی خوشی کی بات ہو گی۔“



غار کے قریب پہنچے تو سنگ نے کہا۔ ”میری ساری محنت برباد ہو گئی ہو گی۔“

”میں نہیں سمجھا۔“ عمران بولا۔

"ہاں ہاں.... میں جانتا ہوں۔ حکومت اور نظامت کا پتہ ہو گا۔ تجھے یہ پمفلٹ ملا کہاں سے؟"

"وہی طوطا دے گیا تھا۔" جوزف جس پر اور سنگ کی زبان سے بے ساختہ ایک گندی سی گالی نکلی گئی۔

پھر جوزف سنجیدگی سے بولا۔ "کیا وہ کچھ میں آنے والی باتیں نہیں ہیں۔"

"کیوں نہیں؟ کسی نے کوئی جرم کیا اور تھانے دار اس کے آگے ہاتھ جوڑے کہو! اگھر کیا رہا ہے کہ جناب عالی میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ خدا کے لئے یہ ہتھ کڑیاں پہن لیجئے۔ میرے بال بچے آپ کو دعا دیں گے.... دیکھئے اگر آپ نے اٹکار کیا تو میرا دل ٹوٹ جائے گا۔ ادھر مجرم کہہ رہا ہے۔ میں چھ ماہ سے پہلے خود کو گرفتاری کے لئے پیش ہی نہیں کر سکتا کیونکہ یہ انگوٹھا کا کیس ہے اور میں نے ابھی تک مغویہ سے اٹلہار مشق تک نہیں کیا۔ جاپے چھ ماہ بعد آئیے گا۔"

"نہیں پاس۔ تم اسے پڑھاؤ اور سنجیدگی سے غور کرو۔"

"چل بے.... نہیں تو دو چار ہاتھ بھجوا دوں گا۔"

جوزف نے نراسمانہ بنایا اور پھیلیاں اٹھا کر ان کے ساتھ چلنے لگا۔

"ہاں.... میری کچھ میں نہیں آتا کہ آخر دنیا والے اتنے نادان کیوں ہیں۔ انہیں مجرم

کیوں سمجھتے ہیں جو ان کی بھلائی کے لئے کچھ کرنا چاہتے ہیں۔"

"میں تجھے کسی درخت سے اٹا لٹکا دوں گا۔ کیا تجھے کی گولو کی زیارت گاہ یاد نہیں رہی۔ بیچارے سیدھے سادھے آدمیوں کو کس طرح یہ خوف ہلاتے تھے۔ پڑھے لکھے لوگوں کے لئے ان کے پاس دوسرا حربہ یہ پمفلٹ ہے۔ کسی نہ کسی طرح اپنا انکو سیدھا کرتے ہیں.... تو کیا یہ سمجھتا ہے کہ ان لوگوں نے یہ پتھر اس لئے چلایا ہے کہ دنیا کی فلاح کے لئے کچھ کریں گے۔"

"پمفلٹ سے تو کبھی معلوم ہوتا ہے۔"

"ہر طرف خوبصورت الفاظ کے جال پھیلے ہوئے ہیں اور انسانیت مسلسل کر رہی ہے۔" بکواس بند کر اور اپنے کام سے کام رکھ۔ ہم یہاں اس لئے آئے ہیں کہ ان کا ظلم توڑ دیں۔ کہ اس میں چھن جائیں۔" عمران نے کہا اور پمفلٹ اس کے ہاتھ سے چھین کر پڑے کر دیا۔ مار میں غلغلی کر انہوں نے آگ پر پھیلیاں بھونی تھیں اور پیٹ بھر لینے کے بعد پھر کھلے میں نکل آئے۔

تھے.... جوزف کے چہرے پر عجیب سی بے لگی طاری تھی۔ سنگ نے آہستہ سے کہا۔ "اب اسے الگ ہی رکھو۔"

عمران نے نے پڑتیش نظروں سے جوزف کی طرف دیکھا اور سر کو خفیف سی جنبش دی.... پھر اس سے پوچھا۔ "کیا تم پھیلیاں کھانے کے بعد کچھ گرائی سی محسوس کر رہے ہو۔"

"شاید.... میرا سر بھاری ہو رہا ہے۔"

"تو تم جا کر عاز میں آرام کرو....!"

"بہت اچھا پاس۔" جوزف نے کہا اور مار کی طرف مڑ گیا۔

"ہمیں کسی ایسی جگہ چلنا چاہئے جہاں اس پاس کوئی درخت بھی نہ ہو۔" سنگ نے عمران

سے کہا۔

عمران نے آہستہ سے سر ہلا کر ایک جانب چلنا شروع کر دیا۔ دونوں خاموشی سے راستہ طے کرتے رہے اور ایسی جگہ جانپنچے جیسی چاہتے تھے۔ سنگ کچھ دیر ہونٹ پیچنے خاموش کھڑا رہا پھر بولا۔ "وہ ہم دونوں کو اکٹھا نہیں رہنے دے گی۔ لہذا اس مہلت کو قیمت چالو۔"

"سوال یہ ہے کہ کریں کیا.... تم نے غور کیا وہ جانوروں تک سے ہماری نگرانی کر رہی ہے۔ صرف وہی ایک طوطا ہو گا۔"

"میں سمجھتا ہوں۔ بہر حال مجھے جس جگہ کی تلاش تھی شاید میں نے اس کا سراغ پالیا ہے۔" سنگ آہستہ سے بولا۔

"کس جگہ کی تلاش تھی؟"

"جہاں سے اس سارے کاروبار کو چلانے کے لئے بجلی فراہم ہوتی ہے۔"

"پاور پلانٹ۔" عمران خوش ہو کر بولا۔

"ہاں.... تقدیر مجھے اس اندے کی گڑھے کی طرف لے گئی تھی اور میں اس میں گر چکا تھا۔"

"لیکن.... اس گڑھے میں تو کچھ بھی نہیں تھا۔" عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

"میں نے مشینوں کے چلنے کی آواز سنی تھی اور وہ کچھ زیادہ دور بھی نہیں معلوم ہوئی تھیں اور یہ آواز ایک ایسے سوراخ سے آرہی تھی جس کا قطر کم از کم سچے اچھے ضرور رہا ہو گا۔"

"اس سے تو مشینیں دکھائی بھی نہیں دی ہوں گی۔"

"نہیں، اسکی گہرائی عمودی تھی۔ میں نے ہاتھ ڈال کر دیکھا تھا۔ چہ سے ہاتھ نہیں لگا تھا۔"

"آہ... تو تم گڑھے کی تہ میں لیٹے ہوئے یہی کر رہے تھے۔"

"ہاں... میں وہ دل خوش کمن شور سن رہا تھا۔ یقین کرو، میں پاور پلانٹ تک پہنچ گیا ہوں۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ سنگ نے کچھ دیر اسے بغور دیکھتے رہنے کے بعد کہا۔ "لیکن اس سوریخ میں نہ تم گھس سکتے ہو اور نہ میں۔"

عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا آہستہ سے بولا۔ "ڈائنامائٹ"

"وہ کہاں سے فراہم ہوں گے؟" سنگ نے تردید آمیز لہجے میں کہا۔ "میں نے بہتری ضروری چیزیں اکٹھا کر لی تھیں۔ بس ڈائنامائٹ ہی ہاتھ نہیں لگے۔"

"میں جانتا ہوں کہ وہ کہاں سے دستیاب ہوں گے لیکن سر سے کفن باندھ کر پلٹنا پڑے گا۔"

عمران نے کہا۔

"تم اس کی فکر نہ کرو، اس جگہ کی نشاندہی کرو۔"

"جہاں سے تم پہلے مجھے یہاں تک لائے ہو، وہیں پلٹنا ہوگا۔ مجھے اندھیرے میں راستے کا اندازہ نہیں ہو سکا تھا۔"

"تمہارے چلنے کی ضرورت نہیں بس تم نشان دہی کرو۔"

"لیکن میرا خیال ہے کہ وہ سارا سامان زیر زمین کی گہرائی میں رہتا ہے۔"

"اس سے بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا۔"

عمران اسے بتا رہا تھا کہ زیر زمین کے زیر گہرائی اسٹور تک کیسے پہنچ سکے گا کہ اچانک کسی نیلی کوپڑ کی آواز سنائی دی اور وہ دونوں چونک کر چاروں طرف دیکھنے لگے۔

پھر نیلی کوپڑ بھی دکھائی دے گیا۔ خاصی نیچی پرواز کر رہا تھا اور اس کا رخ آٹمی دونوں کی طرف تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ ان پر بھجنا مارے گا۔ دونوں بڑی بھرتی سے زمین پر گر گئے اور نیلی کوپڑ ان پر کسی سیال کی پوچھاڑ کرتا ہوا گزر گیا۔

عمران کو ایسا محسوس ہوا جیسے کہنی نے اسے بر قاب سمندر میں دھکا دے دیا ہو... اور پھر شاید وہ فہمید ہی ہو جانے کی کیفیت تھی جو اس کے ذہن پر طاری ہوتی چلی گئی تھی۔ پھر یہ نہیں کتنی دیر بعد اس کے کانوں میں جوزف کی آواز پڑی اور اس

نے آنکھیں کھول دیں لیکن فوری طور پر اٹھ نہ سکا۔ جسم و ذہن اب بھی شل ہو رہے تھے۔

جوزف اس پر جھکا ہوا کہہ رہا تھا۔ "ہوش میں آؤ پاس... تمہیں کیا ہو گیا ہے؟"

"سنگ کہاں ہے؟" عمران نے کمزور سے آواز میں پوچھا۔

"پتا نہیں پاس... اُدھ کیا یہ اُسی کی حرکت ہے؟"

عمران نے سر کو ٹپکی میں جھپٹ دے کر کہا۔ "وہ میرے ساتھ ہی تھا۔ ایک نیلی کاپڑ سے ہم پر گیس چھینکی گئی تھی۔ شاید وہ اسے اٹھا لے گئے۔"

"جہنم میں جائے۔" جوزف سر جھٹک کر بولا۔ "تم تو اٹھو۔"

عمران نے اٹھنے کی کوشش کی اور اس بار کامیاب ہو گیا۔ جسم بڑی طرح دکھ رہا تھا۔

جوزف اسے اٹھا کر غار کی طرف لے چلا۔ ساتھ ہی وہ آہستہ آہستہ کہتا چلا رہا تھا۔ "تم میری

اُس وقت کی باتوں کا کچھ خیال نہ کرنا پاس... مجھے اس سے کیا فرض کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے یا کیا

ہونا چاہئے۔ میری دنیا تو تم ہی ہو... صرف تم... اگر تم جہنم میں بھی چلا آؤ گے تو جوزف

گوڑا کو ساتھ ہی پاؤ گے۔"

"شکریہ جوزف۔" عمران آہستہ سے بولا۔ "کیا تم اب بھی مزدوروں کے اس کیپ تک پہنچ

سکتے ہو جہاں سے ہم آئے تھے۔"

"کیوں نہیں پاس... ضرور پہنچ سکتا ہوں... شہر میں راستہ بھٹک سکتا ہوں! لیکن جنگل

میں ناممکن... حالانکہ ہم اندھیرے میں وہاں سے بھاگے تھے لیکن یقین کرو کہ میں دوبارہ ٹھیک

اسی جگہ پہنچ سکتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے، اب عمل کرنے کا وقت آگیا ہے۔"

دونوں غار میں واپس آ گئے۔ عمران اسی گڑھے کے بارے میں سوچے جا رہا تھا جس میں سنگ

ہی گرا تھا لیکن سوال یہ تھا کہ اس میں اترا کس طرح جائے۔ پتا نہیں سنگ نے رسی کا لپٹا کہاں

پھیلایا ہو۔ واپسی پر وہ اس کے کانہ سے پر پڑا ہوا تھا اور غار پر پھاپے کا انکشاف ہوتے ہی وہ اسے

دیں چھوڑ کر چلا گیا تھا اور واپسی پر رسی کا لپٹا اس کے کانہ سے پر نہیں تھا۔



سنگ جاگا تو اپنے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے پائے۔ فرش پر اونک جا پڑا ہوا تھا۔ سر کھما کر
لوہر فوہر دیکھا اور پھر اس کے دیو تائی کوئی کرکے کیونکہ بائیں جانب تھوڑے ہی فاصلے پر زہیرا
مین کھڑا نظر آیا تھا۔

اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ یہاں آنے کے بعد وہ کئی بار اپنے ارادے کے بغیر لوہر سے
لوہر ہو چکا تھا لیکن اس کے ہاتھ پہلے کبھی اس طرح نہیں باندھے گئے تھے۔ دفعتاً کسی جانب سے
ایک نسوانی آواز آئی۔ ”تو تم ہوش میں آگئے۔“ سنگ کچھ نہ بولا۔

”ہاں... تم ہوش ہی میں ہو اور میری آواز بھی تمہارے کانوں تک پہنچ رہی ہے۔“
اور تھریسیا کی آواز پیچھلتے ہی اس کی ذہنی بے حسی ایک لحظہ رفع ہو گئی۔ سارے جسم میں
گرم گرم سی لہریں دوڑنے لگیں اور وہ کسی اسیر چیتے کی طرح غریبہ۔ ”سب کچھ سن رہا ہوں۔“
”اور غالباً زہیرا مین بھی تمہارے قریب ہی موجود ہے۔“

”ہاں اُسے بھی دیکھ رہا ہوں۔“
”اب بتاؤ کہ تم نے اور سلمان کہاں کہاں چھپا رکھا ہے۔“
”تم تو سب جانتی ہی ہو۔ تلاش کرو... آخر اس عمارت میں تمہاری ہی نشان دہی کی بناء پر تو
عمران کو رسی کا لچھا ملا تھا اور اس کے بعد تم نے سارا سلمان اٹھوایا تھا۔“
”اگر میں باخبر نہ ہوتی تو تم اسی گڑھے میں ایڑیاں رگڑ کر مر جاتے اور تمہاری آواز کسی تک نہ
پہنچ سکتی۔“

”بہت بہت شکریہ۔“ سنگ نے زہرے لہجے میں کہا۔
”افسوس باتیں بند کرو۔“ تھریسیا کی آواز آئی۔ ”فورا تفصیل سے نشان دہی کرنا شروع کر دو۔
میرے کئی خاص آدمی غائب ہیں۔ وہ تمہارے ہی ہتھے چڑھے ہوں گے۔“
”تو پھر اعتراف کر لو کہ تم ہر آن مجھ پر نظر نہیں رکھ سکتیں۔“
”اگر میں اعتراف بھی کر لوں تو تمہیں اس سے کیا فائدہ پہنچے گا؟“

”تسکین پیچھے کی کہ میں نے تمہیں کئی بار ڈونچ دیا ہے۔“
”میں تمہیں ایک اور موقع دیتی ہوں۔ اگر تین گھنٹے بعد تم نے سب کچھ اگل نہ دیا تو زہیرا
مین تمہیں وہ حصوں میں تقسیم کر دے گا لیکن میرا خیال ہے کہ تم اپنی موت مرنا کبھی پسند نہ کرو
گے۔“

”میں تمہیں کچھ بھی نہ بتاؤں گا۔ اس لئے مہلت نہ دو۔ زہیرا مین سے کہو کہ میری ٹانگیں
خیر دے... زندگی کا یہ آخری تجربہ میرے لئے خاصا حیرت انگیز اور انوکھا ثابت ہو گا۔“

”تین گھنٹے کی مہلت دی جاتی ہے۔“ ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا گیا... اور پھر سنا سنا چھا
گیا۔ زہیرا مین خاموش کھڑا سنگ ہی کو کھورے جا رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے کسی لمحے میں اس پر
بھجوت پڑے گا۔ سنگ نے آنکھیں بند کر لیں۔ گلو خلاصی کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی۔

یہ بھی ایک عمارت ہی تھا لیکن اس کے فرش کی سطح کو بڑی مہارت سے ہموار کر دیا گیا
تھا۔ تھوڑی دیر بعد زہیرا مین بھی باہر چلا گیا اور سنگ آنکھیں بند کئے پڑا رہا۔ شاید ہی کبھی اس پر
کوئی ایسا وقت پڑا ہو۔ رہائی کی کوئی امید نہیں تھی زندگی اور موت کے درمیان صرف تین گھنٹے کا
فاصلہ... لیکن وہ سنگ ہی تھا... اس نے سوچا کیوں نہ یہ تین گھنٹے خواب فطرت میں بسر
کر دیکے جائیں اور ذرا سی دیر میں وہ بچ بچا سو گیا... اور اس وقت تک نہیں جاگا جب تک جنگایا
نہیں گیا۔ زہیرا مین نے اس کی گردن دبوچی اور اٹھا کر کھڑا کر دیا۔ سنگ نے تھیرا نہ انداز میں
چٹکیں ہچکائی۔ کیونکہ سامنے ہی تھریسیا کھڑی نظر آئی تھی... ”میں نے کہا کہ تمہیں ہڈیوں اور
گوشت کے ملغوبے کی شکل میں بھی دیکھ لوں۔“

”شکریہ ایسے دل کش چہرے نظروں کے سامنے ہوں تو کون بد بخت مر جائے چاہے گا؟“
”اگر تم اب بھی ان جگہوں کی نشان دہی کر دو جہاں تم نے چوری کا مال پھیلایا ہے تو تمہاری
جان بچ جائے گی۔“

”جان بچانا کون چاہتا ہے میری جان... اس فیل پچھاڑ کی بھی ضرورت نہ تھی۔ ایک
بندہ ہاتھ میں لے لو اور میرا قہر کر کے رکھ دو۔ لیکن اس سے پہلے میری ایک خواہش پوری
کر دو۔“

تھریسیا نے زہیرا مین کو اشارہ کیا اور وہ سنگ کی طرف بڑھا ہی تھا کہ عمارت کے دہانے کی طرف

سے گر جدار آواز آئی۔ ”نمبر دو۔“

دونوں چونک پڑے۔ زیر امن جہاں تھا، وہیں رہ گیا اور پھر انہیں ایک عجیب اقلقت جاندار نظر آیا۔ اس کے سارے جسم پر سیاہ رنگ کی کچڑ لپٹی ہوئی تھی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کسی دلدل سے برآمد ہو کر سیدھا اسی طرف چلا آیا ہو۔ زیر امن آنکھیں پھاڑے اسے دیکھتا رہا۔ مینڈک نما شے کا رخ اسی کی طرف تھا۔ دفعتاً وہ کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔ انداز خوف زدگی ہی کا سا تھا۔ قہر یسا کا کاتھ چیز سے بلاؤز کے گریبان کی طرف گیا تھا کہ جنگلی بیلوں کا ایک بہت بڑا ڈھیر اس پر آیا۔ یہ ڈھیر بھی گویا اڑتا ہوا غار کے وہانے ہی کی طرف سے آیا تھا۔ قہر یسا جو اس کے لئے تیار نہیں تھی۔ جھونک میں آکر دوسری طرف الٹ گئی۔ اور دوبارہ اٹھنے کی کوشش میں بیلوں کے ڈھیر میں اس نمدی طرح الجھی کہ اٹھ ہی نہ پائی۔ اور حیرانہ بین نے کسی پاگل سے کی طرح غرانا شروع کر دیا تھا۔ پھر ایک بیک مینڈک نما شے پر نوٹ پڑا لیکن وہ اس کی گرفت سے نہ صرف پھسل گئی بلکہ بڑی پھرتی سے پلٹ کر اپنی اگلی ٹانگیں جوڑیں اور اس کی گردن پر بھر پور وار کیا۔ عجیب سی آواز غار میں گونجی تھی۔ بالکل ایسا معلوم ہوا تھا جیسے کوئی چیز پٹاخ سے ٹوٹی ہو۔ زیر امن جہاں تھا وہیں رہ گیا اور پھر جو اس نے کسی ذبح کے ہوئے مرغ کی طرح ترہٹا پھڑکنا شروع کیا ہے تو غار میں بھونچال سا آگیا۔... سنگ خاموش پڑا پلکیں جمے کائے بغیر یہ سب کچھ دیکھنے جا رہا تھا۔ قہر یسا اٹھ کھڑی ہوئی تھی لیکن خود کو بیلوں کے جھکڑ سے ابھی تک آزاد نہیں کرا پائی تھی۔ اس کا چمک دار اور خفا سا پستول بلاؤز کے گریبان سے نکل کر دور جا پڑا تھا۔ سنگ کی نظر اس پر پڑی اور وہ پیٹ کے مل آہستہ آہستہ اس کی جانب بھٹکتے لگا۔

مینڈک نما شے کے جسم پر لپٹی ہوئی کچڑ غار کے مسطح فرش پر جگہ جگہ پھیل گئی تھی۔ زیر امن کا جسم اب ساکت ہو چکا تھا۔... اور قہر یسا کا پستول سنگ نے پھاپ لیا تھا۔ ویسے شاید اب اسے پستول کی مدد ہی نہیں رہی تھی۔ کیونکہ کچڑ میں تسخری ہوئی مینڈک نما شے آہستہ آہستہ قہر یسا ہی کی طرف بڑھ رہی تھی۔ قہر یسا نے بیلوں کے جھاڑ جھکاڑ سمیت غار کے وہانے کی طرف پھلانگ لگائی لیکن باہر نہ نکل سکی۔ کیونکہ ایک لمبے تڑنگے سیاہ فام آدمی نے اس کا راستہ روک لیا تھا۔

مینڈک نما شے بڑی تیزی سے اس کے پیچھے لپٹی اور پھر دو ہی جھٹوں میں اسے جا لیا۔

جنگل کی شہریت

لیکن قہر یسا اس کی گرفت سے نکل کر پھر پلٹ پڑی۔ اسی دوران میں وہ بیلوں کے چپاک سے بھی نجات پا گئی تھی۔

”شت آپ۔“ دفعتاً قہر یسا گریختی اور جہاں تھی وہیں کھڑی ہو گئی۔ وہ دونوں بھی رک گئے۔ سیاہ فام آدمی روشنی میں آگیا تھا۔

”مجھے تم تینوں کو تہلاری بے خبری ہی میں ختم کرو دینا چاہئے تھا۔“ وہ دانت پیس کر بولی۔ کچڑ میں تسخریا ہوا آدمی جو کچھ دیر پہلے ایک بہت بڑا مینڈک معلوم ہوا تھا رہا تھا۔ فوس پڑا۔ ”لیکن اب میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔“ قہر یسا نے کہا۔ ”جوڑف تم ذرا میرے ہاتھ کھول دینا۔“ سنگ بولا۔

”مزدور کھول دو۔۔۔“ قہر یسا ایک طرف ہنسی ہوئی بولی۔ ”بلکہ میں خود ہی کھولے دیتی ہوں اور اس کے بعد میں تم تینوں کو مار ڈالوں گی۔“

”نہرے نہیں تم کہاں تکلیف کرو گی۔“ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا اور سنگ سے کہا۔ ”آرام سے لیئے رہو۔ میں ذرا ان محترمہ سے دودو باتیں کرنا چاہتا ہوں۔“

”اب، نہیں کوئی ممانت کر بیٹھے گا۔“ سنگ نے ہنسی بھرا کر کہا۔ ”چپ چاپ پڑے رہو۔“ عمران فرمایا۔ ”میں یہاں تہلارے لئے نہیں آیا تھا۔ تم تو اتفاقاً مل گئے۔ ہاں محترمہ بی۔۔۔ قہری۔۔۔ بی آخر تم نے ہم لوگوں کو یہاں کیوں الجھایا ہے۔“

”میں نے تو جمہیل داہیس بھجوا دیا تھا۔ تم خود ہی آ پھنسے ہو۔“

”میں یہ پوچھنے آیا تھا کہ آخر تم نے مجھے ان جہازوں کی تباہی کا ذریعہ کیوں بتایا تھا؟“

”اس لئے کہ تم دونوں افریقوں کے لئے مستحق تھے۔“ قہر یسا نے کہا اور پھر ہنسنے لگی۔

”کیا حقیقتاً اس سارے کھڑاگ کا مقصد محض اس حربے کے اثر انگیزی کا تجربہ کرنا تھا۔“

”ہمارے منصوبے کثیر المقاصد ہوتے ہیں۔“

”کثیر المقاصد زیادہ موزوں لفظ ہو گا۔“ عمران نے کہا۔

”یہی سمجھ لو۔۔۔ بحر حال اب میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔“

”یہ کیا چیز تھی؟“ عمران نے مردہ زیر امن کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔

”اسے مار کر اکڑنہ دکھاؤ۔ ابھی ایسے درجنوں موجود ہیں۔“

"اگر ایسے ہی ہیں تو سب میرے ہاتھوں مارے جائیں گے۔ فکر نہ کرو۔ لیکن یہ بول بھی سکتا تھا۔ موکاڑی کے فراہم کردہ گونگوں میں سے نہیں تھا۔"

"تم بہت کچھ جانتے ہو۔"

"تم کسی سفید قام آدمی پر اس قسم کا تجربہ نہیں کر سکتیں اور یہ بچاؤ سفید قام ہی تھا۔ شاید ہاتھی پھلاز قسم کے زیر زمین وہ چار دن سے زیادہ زندہ نہیں رہے لہذا تم نے اس پر صرف زہر ا مین کا میک اپ کر لیا تھا تاکہ واٹر پریوں کو قابو میں رکھ سکے۔"

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟" تحریریا نے اپنے واسی سے کہا۔

"فرق یہ پڑتا ہے کہ اس وقت تمہارے سامنے کچھ نہیں تھا۔ یہ انتظام میں نے اس لئے کیا تھا کہ طاقت ور زیر زمین کی گرفت سے بچل جاؤں۔ اگر یہ یقین ہو تاکہ یہ محض دکھاوے کا زیر زمین ہے تو اس کی کیا ضرورت تھی۔ صاف سحر آکر اس کی گردن کی پڑی توڑ دیتا۔"

"آخر تم چاہتے کیا ہو؟"

"اپنی اور اپنے ساتھیوں کی واپسی، جن میں وہ دونوں عورتیں بھی شامل ہیں۔"

"تمہاری اطلاع کے لئے عرض ہے کہ جنسین کی بھی برین واشنگ ہو چکی ہے۔ وہ تینوں ہی تمہارے ساتھ جانے سے انکار کر دیں گے۔"

"میں ہر حال میں انہیں واپس لے جاؤں گا۔"

"بہت خوب۔" تحریریا تلخ لہجے میں بولی۔ "تمہاری کھٹکوں کا اندازہ ہوتا ہے جیسے تم نے مجھ پر

سجائی ہو۔"

"میں نے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا۔ ویسے کیا تم بتا سکتی ہو کہ تم نے اس تجربے کا ڈھونگ کیوں چلایا تھا؟"

"ڈھونگ... کیا مطلب؟"

"یہ مہلک شعاع تمہاری حالیہ ایجاد نہیں ہے۔ آج سے تین سال پہلے تم لوگوں نے اس کا کامیاب تجربہ برازیل کے جنگلوں میں کیا تھا۔ اور اس کا علم تمہاری تنظیم کے دس افراد کے علاوہ اور کسی کو نہیں تھا۔"

"اگر مجھے یہ بتاؤ کہ تمہیں اس کا علم کیونکر ہوا تو میں وعدہ کرتی ہوں کہ تم دونوں کے ساتھ

جنسین، ریٹا اور سارہ کو بھی یہاں سے محج و سلامت نکال دوں گی۔" تحریریا نے کہا۔ اُس کی آنکھوں میں تجھ زدگی پائی جاتی تھی اور جوزف سنگ ہی کو گھورنے لگا تھا۔

"اس کی طرف مت دیکھو۔" عمران نے جوزف سے کہا۔ "وہ بچاؤ اُن دس افراد میں شامل نہیں تھا۔"

"یہ کیا کہو اس شروع کردی ہے تم نے، یہ نکل جائے گی۔" سنگ حلق پھاڑ کر چیختے لگا۔

"میں کہتا ہوں خاموشی پڑے رہو۔ ہماری بہت پرانی جان پہچان ہے۔"

"اسے تو میں ایک حقیر کچھ ادا کر رکھ دوں گی۔" تحریریا بولی۔

سنگ نے سن لیا اور تحریریا کو نکلی کالیاں دیے لگا۔ عمران نے جوزف کو لٹکایا۔ "اُس کا منہ بند کرو۔ میں خواتین کی شان میں گستاخی نہیں پسند کرتا۔"

"فضول باتیں نہیں۔" تحریریا ہاتھ اٹھا کر بولی۔

"اچھا بھئی... رہنے دے۔۔۔ یہ بچاؤ مار پڑ آواز ہی دیکھنا چاہتی ہیں۔" عمران نے جوزف کو روکے ہوئے کہا اور جوزف کے چہرے پر مایوسی چھا گئی۔ وہ سمجھا تھا۔ شاید اسی طرح سنگ کے خلاف دل کی بھڑاس لگائے کا موقع مل جائے۔ دو یوٹیل اب تک اس کے اعصاب پر سوار تھی جسے عمران نے سنگ کی وجہ سے توڑ دیا تھا۔

"مجھ سے صرف کام کی بات کرو۔" تحریریا پھر بولی۔

"کیسی کام کی بات۔ ارے اب تم میری قیدی ہو۔" عمران بہت زور سے چپکا۔

"صرف یہ بتاؤ کہ اس تجربے کے بارے میں تمہیں کس طرح علم ہوا تھا۔"

"اُن نو آدمیوں میں سے تین مرچکے ہیں۔" عمران مسکرا کر بولا۔ "باقی بچے چھ۔"

"تم یہ بھی جانتے ہو؟"

"اور شاید اس تجربے کے ڈھونگ کے اصل مقصد سے بھی واقف ہوں۔"

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔" تحریریا نے اسامہ بنا کر بولی۔

"حوالے کے لئے صرف اتنا ہی کہو کہ افریقہ کا ایک ملک انہی طاقت بننا چاہتا ہے۔"

"اوہ...!" تحریریا مضطرب سمجھ کر رو گئی۔ اس نے دانت بھی پیسے تھے۔ پھر اپنا کب جوزف نہ

صرف اچھل پڑا بلکہ اس کے حلق سے ایک بے ساختہ قسم کی چیخ بھی نکلی۔ عمران کی بھی یہی

کیفیت ہوئی تھی لیکن وہ جوزف کی طرح چیخا نہیں تھا۔ صرف بوکھلا کر رہ گیا تھا۔

جوزف اچھل کر بیلوں کے ڈھیر میں الجھا اور چاروں جانب سے چت گرا۔۔۔ کھوپڑی نے فرش سے ٹکرا کر زور دار آواز پیدا کی تھی۔ اس لمبے میں تھریسا نے ایک لمبی جھٹ لگائی اور بالکل ایسا کہ جیسے وہ فضا میں تیرتی ہوئی عمار کے دہانے سے باہر نکل گئی ہو۔ عمران نے اسی بوکھلاہٹ کے عالم میں اسے پکڑنے کی کوشش کی اور جوزف سے الجھ کر اسی پر ڈھیر ہو گیا۔ سنگ کا قہقہہ عمار میں گونجا اور پھر وہ عمران کے لئے ایک صفت نسبتی قسم کی چکیلی سی گالی پر قناعت کر کے رہ گیا۔

”لوٹے ہو۔“ اس نے مایوسی سے کہا۔ ”خدا سے بڑھی ہوئی خود اعتمادی اسی طرح ذلیل کراتی ہے۔“

”تم ان معاملات کو نہیں سمجھ سکتے۔“ عمران اٹھتا ہوا بولا۔ پھر اس نے جوزف کو بھی اٹھایا تھا۔۔۔ جوزف کی آنکھیں بند تھیں اور وہ زور زور سے سر جھٹک رہا تھا۔ ساتھ ہی کہتا جا رہا تھا۔ ”خدا عمارت کرے اس کتے کے پلے کو جو میرے پیروں تلے آگیا تھا۔“

”اچھا بس جلدی سے ہوش میں آجا۔ وقت کم ہے۔ ورنہ اگر اب اس نے گھیرنے کی کوشش کی تو دشواری میں پڑیں گے۔“ عمران نے کہا۔

”تم میرے ہاتھ کیوں نہیں کھول رہے۔“ سنگ غریبا۔

”ہاں۔۔۔ اچھا۔۔۔“ عمران اٹھ کر تیزی سے سنگ کی طرف بڑھا اور اس کے نیچے ہاتھ ڈال کر تھریسا کا چنگ دار پستول نکال لیا۔ اس پر سنگ جیسے لگا تھا۔

”کیا کر رہے ہو؟ اس پر میں نے قبضہ کیا تھا۔“

”تم نے قبضہ کیا تھا تو مجھیں لو مجھ سے۔“ عمران پستول کو آلت پلٹ کر دیکھتا ہوا بولا۔۔۔ پھر اس نے سنگ سے کچھ دور رہتے ہوئے جوزف سے کہا۔ ”پہلے اس کے ہاتھ کھول دو۔“

”مگر کن کرید لے لوں گا۔“ سنگ بولا۔

”تم اس کی دھمکی من رہے ہو یا نہیں؟“

”پر ولامت کرو، کھول دو۔۔۔ یہ ابھی کی بات نہیں کر رہا۔ یہاں سے صبح و سلامت بچ لیتے کے بعد کی دھمکی ہے۔“

سنگ کچھ نہ بولا۔ جوزف نے اس کے ہاتھ کھول دیئے اور عمران بولا۔ ”اب تم دونوں بائیں

جانب سے چلے جاؤ۔ اسنو اور اصرہی ہے۔ میں دہانے کے قریب ٹھہروں گا۔“

”پستول کے میگزین میں زیادہ سے زیادہ چھ گولیاں ہوں گی بائیں، محتاط رہنا۔“

”یہ پستول نہیں ہے۔ تم غلط کر دو جو کہ رہا ہوں اس پر عمل کرو۔ ڈاکٹار منٹ، بیڑی اور تاروں کے لپچے۔ جلدی کرو۔“

سنگ خاموشی سے جوزف کے ساتھ چلا گیا اور عمران عمار کے دہانے کے قریب ایسے ڈاؤن لے پر جم گیا کہ روشنی میں نہ رہے۔

باہر اندھیرا پھیلنا ہوا تھا۔۔۔ عمران نے پستول کا ایک بار پھر جانزو لیا اور مطمئن انداز میں سر کو جنبش دے کر اندھیرے میں آنکھیں پھاڑنے لگا۔ تھوڑی ہی دیر بعد اسے خشیب میں پندہ سائے حرکت کرتے نظر آئے اور عمران نے تھریسا والا پستول سیدھا کر لیا۔ یہ حقیقتاً پستول نہیں بلکہ زبرد لیٹڈ والوں کا مختصر ترین مگر انتہائی چاہ کن حربہ الیکٹرو گنس تھا۔

دہانے کی جانب حرکت کرنے والے سائے بڑی احتیاط سے عمار کے دہانے کی جانب بڑھ رہے تھے۔ اور اندھیرے میں اندھ لگانا مشکل تھا کہ ان کے پاس کس قسم کا اسلحہ ہو گا۔ لہذا عمران انہیں لاکھڑے کا فطرہ نہیں مول لے سکتا تھا۔ اس نے الیکٹرو گنس کا ٹریگر دبا کر اسے نصف دائرے کی شکل میں حرکت دی اور متحرک سائے آوازیں نکالے بغیر اچھل اچھل کر دور جا کرے۔ صرف ان کے گرنے کی آوازیں سنائی دی تھیں اور پھر وہ آپس میں گڈلے ہو کر رو گئے تھے۔ عمران نے طویل سانس لی اور اندھ دیکھنے لگا۔ ہر سنگ اور جوزف گئے تھے۔

ایپانک عمار میں اندھیرا ہوا گیا۔ عمران پھرتی سے دوسری طرف گھوما اور الیکٹرو گنس کا رخ بھی اصرہی کر دیا۔ ٹھیک اسی وقت سنگ کی سرگوشی سنائی دی۔ ”اتھیلہ اندھیرا کیا ہے۔۔۔ تم نہیں ٹھہرو۔ بجٹری کام کی چھڑیاں یہاں موجود ہیں۔“

”اتنا کچھ نہ سمیٹ لینا کہ اٹھا کر پلٹ ہی نہ سکیں۔“

”یہ مجھ پر چھوڑ دو۔“



تھریسا کیچڑ میں آلت پت بھاگی تھی۔ اسے خدشہ تھا کہ کہیں عمران تعاقب میں نہ چل پڑا ہو۔ ایک بڑے پتھر کی اوٹ میں سٹ کر عمار کی جانب نظر رکھتے ہوئے بلاؤز کے گریبان میں ہاتھ

لیکن الیکٹرو گیس موجود نہیں تھا۔ وہ تو اس کی بے خبری ہی کے عالم میں گر گیا تھا۔ اس انکشاف سے مزید بدحواسی طاری ہوئی اور اس نے اٹھ کر ایک جانب دوڑنا شروع کر دیا۔ وہ اس وقت نہری طرح گھر کی تھی اگر اپنے ایک فن کو بروئے کار نہ لاتی تو ان دونوں سے بچ سکتا مگر نہ ہو سکتا۔ اور یہ فن تھا "صوتی مغالہ" جس کے پلے کی آواز اس نے خود نکالی تھی لیکن جوزف نے ایسا محسوس کیا تھا جیسے کوئی کتے کا پلا اس کے پیروں کے نیچے آگیا ہو۔ وہ بلا کھلا کر اچھلا اور اپنے ہی اٹنے ہوئے بیلوں کے ہمارا بھٹکا میں اُلجھ کر گر پڑا۔

عمران کو تو اس کے اس فن کا تجربہ پہلے بھی ہو چکا تھا لہذا اس نے اضطرابی رد عمل پر تھوڑی سی دیر میں قابو پالیا تھا۔ لیکن پھر بھی قہریا گرفت میں نہیں آئی تھی کیونکہ وہ خود ہی چلتی مٹی کے کچھڑ کی وجہ سے بام بھلی ہو رہا تھا۔ بہر حال قہریا نکل آئی تھی اور اب اسے فکر تھی کہ الیکٹرو گیس جو اس دور ان غار ہی میں گر گیا تھا ان لوگوں کے ہاتھ نہ آجائے۔ وہ جہاں بھاگ قریب ہی کے ایک اور غار میں داخل ہوئی اور ایک جگہ کھڑی ہو کر کسی میکینزم کو حرکت دی۔ دوسرے ہی لمحے اوپر سے ایک کچھ نیچے آیا تھا جس کا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوئی اور کچھ پھر اوپر اٹھتا چلا گیا۔

تھوڑی سی دیر بعد وہ ایک بڑے عالی شان کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ پہلی نظر میں اسے باور کر لینا دشوار ہی ہو تا کہ اسے کسی پہاڑی کو اندر سے تراش کر بنایا گیا ہو گا۔

قہریا نے بڑی پھرتی سے اپنا کچھڑ میں اتھڑا ہوا لباس تبدیل کیا اور انٹر کوم کا سوئچ آن کر کے بولی۔ "راؤل۔۔۔ پوسٹ نمبر تین پر گز رہا ہے۔ عمران اور جوزف نے سنگ کو ہار کر انے کی کوشش میں پوسٹ کے گھر ان کو مار ڈالا۔۔۔ انہیں وہاں سے نکلنے نہ دو۔۔۔ کاش۔۔۔ وہاں ایک الیکٹرو گیس بھی گر گیا تھا ہمیں محتاط رہنا چاہیے۔ الیکٹرو گیس ان کے قبضے میں نہ جانے پائے۔"

"بہت بہتر مادام۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "فورا انتظام کیا جاتا ہے۔"

"مجھے باخبر رکھنا۔"

"بہت بہتر مادام۔"

وہ مضطربانہ انداز میں ٹپکنے لگی تھی۔ دس منٹ بعد انٹر کوم سے آواز آئی۔ "پہلے دستے کی واپسی ابھی تک نہیں ہوئی مادام، اس لئے دوسرا دستہ روانہ کر دیا گیا ہے۔"

"بہت محتاط رہو۔۔۔ کہیں الیکٹرو گیس ان کے ہاتھ نہ لگ گیا ہو۔"

"بہت بہتر مادام۔"

قہریا کی آنکھوں میں گہری تشویش کے آثار صاف پڑھے جاسکتے تھے۔ اور پھر تھوڑی دیر میں اسے اطلاع مل گئی کہ پوسٹ نمبر تین پر جیسے جانے والے پہلے دستے کا سفایا ہو چکا ہے اور اس کے افراد الیکٹرو گیس ہی کا شکار ہوئے تھے۔

"دوسرا دستہ ان تینوں کی تلاش میں ہے۔" انٹر کوم سے آواز آئی۔ اور قہریا بچہ بچہ کر بولی۔ "تم سب ناکارہ ہو۔ اب ان کا سراغ ملانا ممکن ہے۔"

"دوسرا دستہ گیلی مٹی کے نشانات پر ان کے تعاقب میں ہے مادام۔"

"یہ دوسری بیوقوفی کی بات کر رہے ہو۔ سنگ اور عمران کوئی نشان نہیں چھوڑ جائیں گے کہ تم ان تک پہنچ سکو۔ پورے یونٹ کے گھروں کو ہوشیار کر دو۔ جنگ کا چپ چاپ چھان مارو۔ الیکٹرو گیس ان کے قبضے میں نہیں رہنا چاہیے۔"

"بہت بہتر مادام۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

لیکن کچھ دیر بعد قہریا غصے سے پاگل ہو گئی۔ اس بار انٹر کوم پر اطلاع ملی تھی کہ گیلی مٹی کے نشانات کا تعاقب کرنے والے ہارنیکیز میں تھوڑی سی ہوائی گھاس کے اس چھوٹے سے بڈل تک پہنچ گئے تھے جو ایک سوراخ میں گھسنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اور اس بڈل کی حقیقت یہ تھی کہ جس ڈور سے اسے ہاندھا گیا تھا۔ اس کے دوسرے سرے پر ایک بڑی سی سیاہ پچھلی کی کمر بندھی ہوئی تھی۔

"تم سب بالکل گدھے ہو۔" قہریا انٹر کوم کے سامنے دہاڑی۔ "میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ وہ اپنے پیچھے نشانات چھوڑنے کی غلطی ہرگز نہیں کر سکتے۔ اب تمہارے فرشتے بھی ان کا سراغ نہیں پائیں گے لیکن اگر صبح تک وہ الیکٹرو گیس میرے پاس نہ پہنچا تو تم سب سے پٹ لوں گی۔"

"ہم سارا یونٹ چھان ماریں گے مادام۔" انٹر کوم سے آواز آئی۔

اسی طرح دو گھنٹے گزر گئے لیکن ان لوگوں کا سراغ نہ مل سکا۔ آخر قہریا غور و فکر کھڑی ہوئی۔ کچھ سے نکل کر کنارے کے وہاں کی طرف بڑھی تھی کہ ایسا محسوس ہوا جیسے زلزلہ آگیا

کر بولا۔

”کس خیال کی؟“

”اس ساری بڑ بونگ کا مقصد، میری وائٹ میں ایک بڑی طاقت کی توجہ کو ایک اہم مسئلے کی طرف سے ہٹانا تھا۔“

”میں نہیں سمجھا۔“

میرا خیال ہے کہ تحریر یہ آج کل کسی بڑے معاوضے پر جنوبی افریقہ کی سفید قوم حکومت کے لئے کام کر رہی ہے۔“

”کیا بات ہوئی؟“

”جنوبی افریقہ ایسی طاقت بننا چاہتا ہے۔ اسے ری پرو سنگ پلانٹ کی ضرورت ہے لیکن اس کی فصل پرست پالیسی کی بنا پر ساری دنیا میں اس کی مخالفت ہو رہی ہے۔ بڑی طاقتیں بھی اس کے حق میں نہیں ہیں کہ ایسی طاقت بنے۔ لیکن ایک بڑی طاقت اسے ایسی طاقت بنانا چاہتی ہے۔ اس کے لئے وہ چوری چھپے جنوبی افریقہ کی سفید قوم حکومت کی مدد کرنا چاہتی ہے۔ دوسری بڑی طاقت کو اس کی شن گن مل گئی تھی۔ لہذا اس کے بحری جہازوں نے ان راستوں کی نگرانی شروع کر دی جن سے یہ کالی مد جنوبی افریقہ تک پہنچنے کا امکان ہو سکتا ہے۔ غالباً تحریر یہ یا یہ چاہتی تھی کہ جہازوں کی ایسی شعلہ کا قصد من کر نگرانی کرنے والے جہاز تنزانیہ کی طرف دوڑ پڑیں اور وہ راستہ صاف ہو جائے۔ جس سے ری پرو سنگ پلانٹ چوری چھپے جنوبی افریقہ پہنچایا جانے والا تھا۔ سنگ تھوڑی دیر تک سوچتے رہنے کے بعد بولا۔ ”تمہارا یہ نظریہ درست بھی ہو سکتا ہے۔“

”ہاں نہیں اس دوران میں اسے اپنے مقصد میں کامیابی بھی ہو سکی یا نہیں؟“

”جنم میں جائے۔ میرا مشن تو ناکام ہو گیا۔“ سنگ نے اسامہ ہاکر بولا۔

”کون سا مشن؟“

”میں نیگاریا کے اس پار اسلحہ منگول کرنا چاہتا تھا۔ میرا کروڑوں ڈالر کا نقصان ہوا ہے۔“

”اب کیا نہیں بیٹھے رہیں گے پاس؟“ دفعہ جوزف بولا۔

”انگل چلنے کی کوئی تدبیر کرو۔“

”جب تو کسی کوئی تدبیر نہیں کر سکتا تو میں کیا کر لوں گا۔ میں اس سر زمین پر ایسی ہوں۔“

سنگ نے شانے بکھڑے اور دوسری طرف دیکھنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد عمران نے کہا۔ ”میں نہیں جانتا کہ اس ٹرانس میٹر کا دائرہ کار کتنا ہے لیکن پھر بھی ٹرائی کرتا ہوں۔“

”کسے ٹرائی کرو گے؟“ سنگ نے تلخ لہجے میں پوچھا۔

”ہزل کیو کو۔“

”اب اسے تمہاری کسی بات پر یقین نہیں آئے گا۔“

”سنو... پچھلی رات والے دھماکے کی گواہی میں ضرور دیکھا کئے گئے ہوں گے۔ آج کل اس میں کی تمام تر توجہ اسی طرف ہو گی۔ میں اسے آگاہ کروں گا کہ جس نظام کے تحت حملہ آور جہاز تیار ہو جاتے تھے۔ وہ غیر موثر ہو چکا ہے۔ اگر یقین نہ آئے تو پہلے پائلٹ ایس جاسوسی طیارے کو حرجو کر دیکھ لے۔“

”ہو سکتا ہے“ سنگ نے سر ہلا کر کہا۔ ”لیکن میری وائٹ میں صورت میں ہو گی۔“

”میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں ہنگل سے نکال کر تمہاری طرف سے آکھیں ہڈ کر لوں گا لیکن اگر کبھی میرے ملک میں دھماکا دیتے تو ہمارے درمیان اعلان جنگ کی قید ہو جائے گی۔“

”یہ نہایت طاقتور ٹرانس میٹر ہے، تم جنوبی افریقہ کی گواہی دے سکتے ہو۔“ سنگ نے کہا۔

”تو پھر جلدی کرو پاس۔“ جوزف بولا۔ ”یہ دائرہ ری قبل از اس میں دیر میں پاگل ہو جاتے ہیں۔ ان کا کچھ اعتبار نہیں۔“

”تم اس کی فکر نہ کرو، میں ان کے لئے تھکا کافی ہوں۔“

”ہاں ضرور۔“ سنگ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”ایکٹرو گس بھی تم میرے حوالے کر دو گے۔“

”پہلے تو مجھے ہزل کیو سے رابطہ قائم کرنے دو۔“

”یہ ناممکن ہے۔“ سنگ نے کہا۔ ”پہلے ایکٹرو گس۔“

عمران اچھل کر پیچھے ہٹا۔ اور ایکٹرو گس نکال کر اس کا رخ سنگ کی طرف کرتا ہوا بولا۔ ”کیوں نہ میں تمہیں فتمی کروں۔“

”ضرور... ضرور۔“ سنگ نے اسے ٹرانس میٹر دکھا کر کہا۔ ”میرے ہی ساتھ یہ بھی ہوا ہو جائے گا۔ تمہاری آخری امید۔“

”میری تجویز بھی تو سنو۔“ جوزف جلدی سے بول پڑا۔ ”ایلیٹر و گس کے لئے قرعہ اندازی کیوں نہ ہو جائے بعد میں۔“

”مجھے منظور ہے۔“ سنگ بولا۔

پھر عمران جنرل کیو سے رابطہ قائم کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا اور اپنی کارگزاری سنا کر جاسوسی طیارہ پیجیے کی تجویز پیش کی تھی جو منظور کر لی گئی۔

سادے احتیاطی مراحل سے گزرنے کے بعد لمبی پرواز والے پہلی کوپڑوں کی آمد شروع ہوئی۔

جنرل کیو خود آیا تھا۔۔۔ اور حزامیہ کے فوجی جنسین اور دونوں فرانسیسی عورتوں کو چاروں طرف تلاش کرتے پھرے تھے لیکن ان کا کہیں سرا نہ مل سکا۔

ادھر ایلیٹر و گس کے لئے قرعہ اندازی کی نوبت ہی نہیں آنے پائی تھی۔ کیونکہ اپنا تک ایک جگہ سنگ کو وہی ایک درجن عورتیں نظر آ گئیں تھیں جن سے چٹا پھر رہا تھا۔ بس پھر جو بزرگ کر بھاگا ہے تو اس کی واپسی بھی نہیں ہو سکی تھی۔